تنظیم اسلامی کا ترجمان

20

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8 تا 14 رمضان المبارک 1440ھ/ 14 تا 20 مئی 2019ء

انقلاب محمدیؐ سے ہر چیز بدل گئی

تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا فرمایا۔ انقلابِ محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کا انقلابِ فرانس اور انقلابِ روس سے تقابل کریں تو نظر آتا ہے کہ انقلابِ فرانس میں صرف سیاسی نظام بدلا اور انقلابِ روس میں صرف معاشی نظام تبدیل ہوا —— لیکن انقلابِ محمدیؐ میں ہر چیز بدل گئی۔ مذہب بھی بدل گیا' عقائد بھی بدل گئے' رسومات بھی بدل گئیں' سیاسی نظام بھی بدل گیا' معاشی نظام بھی بدل گیا' معاشرت بھی بدل گئی۔ کوئی بھی شے اپنی سابقہ حالت پر قائم نہیں رہی۔ ڈھونڈ کر بتایئے کہ فلاں چیز جوں کی توں رہ گئی۔ جہاں پڑھے لکھے لوگ انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے' اس قوم کو آپ ﷺ نے علم کے میدان میں دنیا کا امام بنا دیا۔ انہوں نے نئے نئے علوم ایجاد کیے' پوری دنیا کا علم سمیٹ کر' ہندوستان اور یونان تک سے علم لے کر' اور اسے مزید develope کر کے دنیا کے سامنے رکھا۔ تو پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ دنیا کا جامع ترین' گھمبیر ترین اور most profound انقلاب محمد عربی ﷺ کا انقلاب تھا' کوئی دوسرا انقلاب اس کے مقابلے میں نہیں آ سکتا۔ باقی سب جزوی (partial) انقلابات تھے۔ باقی تمام انقلابات میں آپ دیکھیں گے کہ فکر اور دعوت دینے والے کچھ اور لوگ تھے جبکہ انقلاب برپا کرنے والے کچھ اور۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب دنیا کا واحد انقلاب ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اس کی قیادت ایک ہی ہستی کر رہی ہے۔

رسولؐ انقلاب کا طریقِ انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

علماء کا کردار...... آزادیٔ ہند، تحریک پاکستان اور قیامِ پاکستان کے بعد

روزہ کے احکام اور فضائل

رمضان، قرآن اور پاکستان

صیدِ زبوں

روزہ دار کے لیے آفات

قرآن کی تعظیم

الھدیٰ (853)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ تعالیٰ ہر ایک کھلی چھپی بات کو جانتا ہے

سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَاۗءِ   بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   آیات:110تا

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ○ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ○ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ○

آیت ۱۱۰ ﴿اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ⑪⓪﴾ ”یقیناً وہی جانتا ہے بلند آواز سے کہی گئی بات کو بھی اور اسے بھی جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو۔“

آیت ۱۱۱ ﴿وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ⑪①﴾ ”اور میں نہیں جانتا‘ شاید کہ (اس تاخیر میں) تمہارے لیے کوئی آزمائش ہو اور کچھ مدت تک تمہیں فائدہ (اٹھانے کی مہلت) دینا مقصود ہو۔“

شاید اس عذابِ موعود کے واقع ہونے میں تاخیر کی وجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں کچھ عرصہ اور رہنے بسنے کی مہلت دے کر تم لوگوں کو مزید آزمانا چاہتا ہو اور اس کے لیے وہ تم لوگوں کو مزید Fresh lease of existance عطا کردے۔ لیکن بالآخر ہوگا وہی جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عذاب کا آنا ایک شدنی امر ہے اور وہ آ کر رہے گا۔

آیت ۱۱۲ ﴿قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ﴾ ”رسولؐ نے کہا: پروردگار! اب حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے۔“

چونکہ کفار کے ساتھ کش مکش اور ردّوکدح کا سلسلہ بہت طوالت اختیار کر گیا تھا‘ اس لیے خود حضور ﷺ بھی چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب آخری فیصلہ آ جانا چاہیے۔

﴿وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ⑪②﴾ ”اور ہمارا رب رحمٰن ہے‘ جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اُن باتوں کے خلاف جو تم بنا رہے ہو۔“

اس فرمان کے مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔ گویا حضور ﷺ مشرکین کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے گروہِ منکرین! تم لوگوں کی مخالفت‘ ہٹ دھرمی اور سازشوں کے خلاف میں اپنے پروردگار سے مدد کا طلب گار ہوں جو مجھ پر بہت مہربان ہے۔ چنانچہ پچھلے کئی برس سے جو رویہ تم لوگ میرے خلاف‘ میری دعوت کے خلاف اور میرے پیروکاروں کے خلاف اپنائے بیٹھے ہو وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ یقیناً ہماری مدد فرمائے گا اور تم لوگوں کو تمہارے کرتوتوں کی قرار واقعی سزا دے گا۔

بارك الله لى ولكم فى القرآن العظيم ونفعنى واياكم بالآيات والذِّكر الحكيم○○

نوٹ: الحمدللہ سورۃ الانبیاء کا مطالعہ مکمل ہو گیا اب ان شاء اللہ اگلے شمارے سے سورۃ الحج کا مطالعہ کریں گے۔

فرمان نبوی

رمضان میں گناہوں سے پرہیز

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

تشریح: روزے کا مدعا تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ آدمی سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی ناراضی کے خیال کو مدنظر رکھے۔ ہر اُس کام سے پرہیز کرے جس سے اللہ نے منع کیا ہو۔ روزہ اللہ کی فرماں برداری کی حالت ہے۔ اس حالت میں بطور خاص اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ آدمی جھوٹ بولنے اور خلاف شرع کاموں سے اپنے آپ کو بچائے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8 تا 14 رمضان المبارک 1440ھ جلد 28
14 تا 20 مئی 2019ء شمارہ 20
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا............................ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

علماء کا کردار......آزادیٔ ہند، تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے بعد

مدیر ندائے خلافت نے ایک مضمون بعنوان ''آزادی ہند میں، تحریک پاکستان میں اور قیام پاکستان کے بعد علماء کا کردار'' لکھا ہے جسے بطور اداریہ قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔

سرزمین ہندوستان کئی لحاظ سے ایک پُرکشش جگہ تھی۔ سردی، گرمی، بہار، خزاں ہر قسم کا موسم، بہت سی زبانیں ہیں، ہر قسم کی رنگت کے لوگ، گورے بھی ہیں، سانولے بھی اور کالے بھی ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے گرم بھی اور ٹھنڈے بھی، مہمان نواز بھی اور جھگڑالو بھی، بزدل میدانی لوگ بھی اور پہاڑوں کے سخت جان اور جنگجو بھی۔ زمین ایسی زرخیز کہ دنیا بھر میں کہیں نہ ہوگی۔ اناج کا گھر تھا، بحیثیت مجموعی ایسا امیر ملک کہ سونے کی چڑیا کے طور پر مشہور تھا۔ زیادہ حصہ میدانی ہے جہاں کے لوگ آسودہ حال ہیں اور اکثریت تن آسان ہے۔ لوگوں کی اکثریت ہندو مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ کوئی الہامی مذہب نہ تھا۔ دنیاوی لحاظ سے پُرکشش ہونے کی بنا پر بیرونی حملہ آوروں کی آماجگاہ بنا رہا، کبھی یونان کے سکندر نے اِس سرزمین کو پاؤں تلے روندا۔ بہت سے حملہ آور شمال مغرب سے آئے اِسی لیے اِس طرف کے پہاڑی سلسلہ کو کوہِ ہندوکش کہا جاتا لیکن اہل ہند میں یہ صلاحیت تھی یا تو وہ حملہ آوروں سے سودا بازی کر کے (یعنی تاوان ادا کر کے) اُنھیں لوٹا دیتے یا اُنھیں اپنی تہذیب میں رنگ لیتے۔

صحرائے عرب میں انقلابِ مصطفوی ﷺ کے بعد صحابہؓ کے دور میں مسلمان قافلے بھی اِدھر آئے تھے۔ سندھ میں مسلمان عورت سے پیش آنے والے سانحہ کے بعد مسلمان جرنیل محمد بن قاسمؒ نے سندھ کو فتح کیا اور عرب سے ہندوستان میں سندھ کے راستے اسلام داخل ہوا۔ محمد بن قاسمؒ کو جلد واپس لوٹنا پڑا لیکن ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بیرونی تہذیب ہندو تہذیب پر اثر انداز ہوئی۔ بعدازاں مسلمان فاتحین بھی شمال مغرب سے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ غزنوی آئے، غوری آئے لیکن وہ شریر اور سازشی ہندوؤں کو سزا دینے کے بعد مالِ غنیمت کے ساتھ واپس لوٹ جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعدازاں مسلمان فاتحین کو کشور کشائی کا شوق چرایا اور انہوں نے پورے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کے مختلف قبیلوں اور خاندانوں نے ہندوستان پر حکومت کی۔ خاندان غلاماں بھی آیا۔ لودھی بھی، مغل بھی آئے۔ یوں ایک طویل عرصہ تک مسلمان اقلیت نے ہندو اکثریت پر حکومت کی۔ اِن مسلمان حکمرانوں نے اگرچہ قاضی مقرر کیے اور وہ اسلامی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے تھے، لیکن اُن کی اصل توجہ اپنے خاندان اور اپنی نسل کی تادیر حکومت قائم رکھنے پر مرکوز رہی۔ اُنھوں نے اہل ہند کو اسلام کی دعوت نہ دی کیونکہ اُن کی ترجیح اوّل و آخر اپنی حکومت کو طوالت دینا تھا لیکن صوفیاء کرام اور بزرگانِ دین نے دعوت کا یہ کام بڑی تندہی اور خلوص سے کیا۔ جس سے ہندوستان میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا، لیکن پھر بھی ہندو کی اکثریت رہی کیونکہ حکمران ہونے کے

باوجود کسی ایک شخص کو بھی جبراً مسلمان کرنے کی مثال نہیں ملتی۔ وقت کے ساتھ ساتھ مسلمان بادشاہوں کی دنیاداری بلکہ عیاشیوں اور بدمعاشیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور ایک نہیں کئی رنگیلے شاہ ہوئے۔ سرزمین ہندوستان میں کشش قائم تھی۔ وہ اب بھی اناج کا گھر تھا اور اُسے سونے کی چڑیا ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ حکمرانوں کی نااہلی اور رنگ رلیوں میں مست ہونے کی وجہ سے مختلف یورپی اقوام نے ہندوستان پر قسمت آزمائی کی بالآخر انگریز کامیاب ہوا۔ خود مسلمان حکمرانوں نے انگریز کو ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کرنے کی اجازت دی جو بالآخر ہندوستان کو تختِ برطانیہ کے ماتحت لانے میں کامیاب ہوئی اور انگریز ہندوستان پر بلا شرکت غیرے حکمران بن گیا۔ ہندوستان اگرچہ رسمی طور پر 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد تاجِ برطانیہ کا غلام ہوا تب انگریز پورے ہندوستان کے سیاہ سفید کا مالک بن گیا لیکن اٹھارویں صدی کے خاتمے سے پہلے ہی انگریز ہندوستان کے مختلف حصوں میں اپنے پنجے گاڑھنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ خاص طور پر 1799ء میں میسور کی دوسری جنگ میں ٹیپو سلطان کو شکست دینے کے بعد حالات گواہی دے رہے تھے کہ انگریز کا ہندوستان پر مکمل قبضہ روکا نہ جا سکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ مغل بادشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت لڑکھڑانے لگی تھی۔ اُس کے جانشین انتہائی نااہل ثابت ہوئے۔ ہندوستان انارکی کا شکار ہونے لگا۔ دہلی قوت کا مرکز نہ رہا۔ جن مرہٹوں سے اورنگ زیب نے پچیس سال جنگ کی تھی، انہوں نے شکست قبول نہ کی، اُن کی طاقت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بالآخر شاہ ولی اللہ کو افغانستان کے حکمران احمد شاہ ابدالی سے مرہٹوں کے خلاف مدد مانگنا پڑی اور یہاں سے ہندوستان کے علماء کا آزادی ہند کے لیے باقاعدہ رول شروع ہوا۔ احمد شاہ ابدالیؒ نے 1761ء میں پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کو شکستِ فاش دی۔ مسلمانوں کو جو خطرہ مرہٹوں سے لاحق تھا، وہ عارضی طور پر ٹل گیا۔ لیکن ہندوستان میں انارکی مزید پھیل گئی۔ مغلوں کی بادشاہت دہلی تک محدود ہوگئی۔ پنجاب میں سکھوں نے طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا تھا۔ وہ اسلامی شعائر کی توہین اور مساجد کی بے حرمتی کر رہے تھے۔ اس صورتِ حال نے اُن علماء کرام کو جو مدارس میں دینی تعلیم دے رہے تھے اور قال اللہ اور قال رسول اللہ کی گردان میں خود کو مصروف رکھے ہوئے تھے، میدانِ عمل میں نکلے۔ ان علماء کرام نے میدان میں نکل کر کیسی کیسی قربانیاں دیں اور کس قدر جانفروشی کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل پر تو کئی کتب لکھی جا چکی ہیں اور مزید لکھی جا سکتی ہیں۔

بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ پہلے عالم دین تھے جنہوں نے علی الاعلان انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوئ دیا۔ تحریکِ شہیدین شروع ہوئی جو ایک زبردست تحریک تھی۔ لیکن اپنوں کے ہاتھوں زخم کھا کر 1831ء میں بالاکوٹ میں دم توڑ گئی۔ سید احمد شہیدؒ اور مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ ہماری رائے میں 1857ء کی جنگِ آزادی تحریک شہیدین کا تسلسل تھا۔ انگریز یہ جان چکا تھا کہ مسلمانوں کا روحانی قائد عالم دین ہے جو منبر و محراب سے اُسے ہدایات دیتا ہے اور مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ اُس کے حکم پر عمل درآمد کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔ لہٰذا اس نے علمائے کرام کو اِس نوعیت کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا کہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اُنھیں نیست و نابود کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہمارے یہ بزرگ کس طرح اِس ظلم و ستم کے خلاف ڈٹے رہے۔ اس کا اس طرح بیان کرنا کہ اُن کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کا حق ادا کیا جا سکے کسی مؤرخ کے بس کی بات نہیں۔ جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد چاندنی چوک دہلی میں جسے خونی چوک بھی کہا جانے لگا میں جن ہزاروں افراد کو پھانسی دی گئی، اُن میں پانچ سو سے زائد علماء کرام تھے۔ شیر محمد نامی ایک عالم دین کو درخت سے اُلٹا لٹکا دیا گیا۔ نیچے آگ جلا دی گئی اور وہ آہستہ آہستہ بھسم ہوتے رہے۔

ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم اِن تمام علماء کرام کے سنہری کارناموں کا ذکر کریں۔ لہٰذا ہم اُن میں سے چند ایک نام قارئین کے سامنے لے آتے ہیں تاکہ مغرب کی پیدا کردہ مصنوعی روشنیوں میں گُم نوجوان کم از کم یہ ہی جان لیں کہ ہمارے اِن محسنوں کے اسمائے گرامی کیا تھے۔ سید احمد شہید، مولانا اسماعیل شہید، حاجی امداداللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا احمداللہ مدراسی، مولانا عنایت علی صادق پوری، مولانا ولایت علی صادق پوری، مولانا محمد جعفر تھانیسری، مولانا ابوالمحاسن سجاد بہاری، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا عبداللہ الوہاب آروی، مولانا حسرت موہانی اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، وغیرہ ایسے نمایاں نام ہیں، جن کے تذکرے کے بغیر ہندوستان کی جہاد و حریت کی مختصر ترین تاریخ بھی ناقابل اعتبار ٹھہرے گی۔ بہرحال اِن برگزیدہ ہستیوں کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ درحقیقت ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان ہستیوں کی جدوجہد نے انگریز کی حکومت کی جڑیں کھوکھلی کر دی تھیں۔ (جاری ہے)

روزہ کے احکام اور فضائل

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 03 مئی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! رمضان المبارک کو اگر نیکیوں کا موسم بہار کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔اس مہینے میں ہر نیک عمل کا بدلہ ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے اور یہ عدد بھی حتمی نہیں ہے بلکہ خلوص نیت کے ساتھ کیے گئے عمل کا اجر اللہ کے ہاں بے حساب ہے ۔نیکیوں کے اس موسم بہار سے فائدہ اُٹھانے کے لیے آنحضور ﷺ نے بہت ترغیب وتشویق دی ہے۔اگر ہم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو یہ بہت بڑی محرومی ہوگی۔لہٰذا ہمارا یہ عزم ہونا چاہیے کہ اس ماہ مبارک کی برکات سے بھر پور فائدہ اٹھانا ہے اور ساتھ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کی برکات سے صحیح طور پر استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل کی شدید گرمی میں روزے رکھنا اتنا آسان کام بھی نہیں ہے، کافی مشقت کا کام ہے لیکن ظاہر ہے یہ ایمانی قوت ہی ہے جس کے بل بوتے پر انسان آگے بڑھتا ہے۔آغاز میں یہی لگتا ہے کہ یہ تیس دن کیسے گزریں گے لیکن جب رمضان شروع ہوتا ہے تو پھر اتنی تیزی سے گزرتا ہے کہ سمجھ میں نہیں آرہا ہوتا کہ اتنی جلدی ہاتھ سے کیوں نکل گیا؟ پھر سوچتے ہی رہ جاتے ہیں کہ ہم نے تو اس کا حق ادا ہی نہیں کیا۔اس لیے واقعتاً پورے شعور اور ذہنی تیاری کے ساتھ اس ماہ مبارک کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمیں مستعد ہونا ہوگا۔ورنہ کہیں ہم بھی اس شعر کے مصداق نہ بن جائیں کہ:

اس آرزو کے باغ میں آیا نہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

دن کا روزہ رات کا قیام:

رمضان کا پروگرام اصلاً دوگونہ ہے۔عام طور پر یہی سوچا جاتا ہے کہ رمضان صرف روزوں کا مہینہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس ماہ مبارک میں ایک اور عبادت بھی خاص ہے جو روزے کے بالکل متوازی مطلوب ہے اور وہ ہے رات کا قیام مع القرآن ۔جس کا اصل مقصد ہے کہ رات کا زیادہ تر حصہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں گزارا جائے ۔جبکہ ہمارے ہاں اگر چہ اس کا اہتمام نماز تراویح کی صورت میں کیا جاتا ہے اور بہت بڑی تعداد اس میں موجود ہوتی ہے، عام مشاہدہ یہی ہے کہ عام دنوں میں فرض نمازوں میں اتنے لوگ نہیں ہوتے مسجد میں جتنے رمضان میں تراویح کی نماز میں ہوتے ہیں۔لیکن جو اس کا اصل مقصد ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔حالانکہ قرآن نے اصل مقصد واضح کر دیا۔فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾ ’’رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔‘‘ (البقرۃ:185)

قرآن سراپا ہدایت وراہنمائی ہے۔اس ہدایت اور راہنمائی سے ہم فائدہ تب ہی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم اس کو سمجھ کر پڑھیں، جو کچھ قرآن میں بیان کیا گیا ہے وہ ہماری سمجھ میں بھی آرہا ہو۔ جبکہ ہمارے ہاں محض بیس تراویح پوری کرنا ہی مقصود بن گیا ہے۔ان میں اگر چہ قرأت بھی ہوتی ہے لیکن کچھ پتا نہیں چل رہا ہوتا کہ کیا پڑھا جا رہا ہے۔اگر چہ تلاوت کا بھی ثواب ہے، ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور رمضان میں تو یہ اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے لیکن مقصود یہ ہے کہ رمضان میں جو ہدایت نازل ہوئی ہے اسے ہم سمجھ کر پڑھیں کہ وہ کیا ہے۔

اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تراویح میں دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو اب الحمد للہ ملک کے تمام بڑے چھوٹے شہروں میں کرایا جاتا ہے۔اس لیے کہ اگر ہم کتاب ہدایت کو سمجھیں گے نہیں تو ہمیں ہدایت کیسے ملے گی؟

چنانچہ احادیث میں بھی اسی طرح اس دوگونہ پروگرام کو بیان کیا گیا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے اور جس نے شب قدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا، اس کے بھی پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے‘‘۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں یہ دونوں چیزیں مطلوب ہیں۔یعنی دن کا روزہ بھی اور رات کا قیام بھی۔یہی بات ایک اور حدیث میں بھی آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن بھر کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا‘ اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔چنانچہ دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی‘‘۔

قیام اللیل کے حوالے سے حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے حکم تھا:’’اے کمبل میں لپٹ کر لیٹنے والے

(ﷺ)! آپ کھڑے رہا کریں رات کو (نماز میں) سوائے اس کے تھوڑے سے حصے کے۔ (یعنی) اس کا آدھا یا اس سے تھوڑا کم کر لیجیے۔ یا اس پر تھوڑا بڑھا لیں اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔''

یعنی قیام اللیل یا تو نصف شب ہو یا اس سے کچھ زائد ہو یا اس سے قدرے کم ہو یعنی کم از کم ایک تہائی شب تو ضرور ہو۔ البتہ پسندیدہ دو تہائی شب ہے۔ جبکہ آنحضور ﷺ پوری پوری رات بھی قیام میں گزار دیتے تھے۔ یہاں دوسری چیز یہ سامنے آئی کہ قیام اللیل میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھا جائے تاکہ اس کے مفاہیم سمجھ میں آ سکیں۔

رمضان میں پورے ماہ کے روزے رکھنا فرض ہے۔ روزے کے اجر کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا (ثواب کے اعتبار سے)۔ نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزے کے، کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ میرا بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشات چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشی کے مواقع ہیں، ایک افطار کے موقع پر اور دوسرا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور یقیناً روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔''

یعنی انسان سوچ ہی نہیں سکتا کہ روزہ کا اجر کتنا زیادہ ہے۔ جیسے کسی بڑی شخصیت سے کوئی توقع رکھتا ہے کہ اگر وہ انعام دے گا تو وہ انعام بھی بڑا ہوگا۔ اسی طرح جب کائنات کی عظیم ترین ہستی جب کوئی اجر دے گی تو اس اجر کی عظمت کا کیا حال ہوگا؟ لیکن شرط وہی ہے کہ اگر ہم روزے کے آداب بجا لائیں تو تب ہی اس اجر کے حقدار قرار پائیں گے۔

روزے کی عبادت: قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں روزے کی عبادت کا ذکر سورۃ البقرۃ کے 23 ویں رکوع میں تفصیل سے آیا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾﴾

(البقرۃ) ''اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔''

یعنی سابقہ امتوں میں بھی روزہ کسی نہ کسی صورت میں فرض تھا۔ بنی اسرائیل میں بھی روزے کا تصور وہی تھا اگرچہ اس میں پابندیاں زیادہ تھیں اور اس اُمت کے لیے روزے میں کچھ نرمیاں پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن مقصد ایک ہی تھا اور وہ تھا تقویٰ کا حصول۔ تقویٰ اپنی جگہ بہت تفصیل طلب موضوع ہے۔ قرآن مجید کے بالکل آغاز میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾﴾ ''ا۔ل۔م۔ یہ الکتاب ہے اس میں کچھ شک نہیں (یا یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں) ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

یعنی قرآن مجید کا ابتدائی تعارف ہی اس طرح کرایا جا رہا ہے کہ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔ گویا قرآن کی ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے کچھ نہ کچھ تقویٰ ضرور ہونا چاہیے۔

تقویٰ یہ ہے کہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ شریعت میں کیا جائز ہے، کیا حلال ہے، کیا حرام ہے۔ اس کے مطابق حرام سے بچے، جائز پر اکتفا کرے۔ لیکن کچھ چیزیں یونیورسل truth ہیں۔ جھوٹ بولنا، کسی کو دھوکہ دینا، کسی کا حق غصب کرنا، کسی کو برا بھلا کہنا وغیرہ یہ کام غلط ہیں۔ لیکن یہ ساری چیزیں انسان کے اندر موجود ہوتی ہیں اور انسان غلط کام کرتا ہے تو اندر سے ضمیر اس کو کچوکے لگاتا ہے۔ یہی تقویٰ کی بنیاد ہے کہ اندر سے کوئی چیز اسے روکتی ہے۔ اس کے بعد تقویٰ کی مزید تفصیلات رسولوں کی شرائع میں آتی ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر انسان خیر وشر کا علم رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾﴾ (الشمس) ''پس اس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کر دیا۔''

لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو ضمیر کی آواز کو کچل دیتے ہیں۔ اس حوالے سے سورۃ البقرۃ کے پہلے رکوع میں ارشاد ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى

پریس ریلیز 10 مئی 2019ء

غزہ میں محصور فلسطینیوں پر اسرائیلی ظلم وستم انتہائی قابل مذمت ہے

مسلم حکمران یہودیوں اور مغربی اقوام کی غلامی سے نکلیں اور آپس میں اتحاد واتفاق بڑھا کر عالم اسلام کے خلاف اُن کی سازشوں کا مقابلہ کریں

حافظ عاکف سعید

غزہ میں محصور فلسطینیوں پر اسرائیلی ظلم وستم انتہائی قابل مذمت ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ صرف مئی کے مہینے میں صیہونی ریاست نے ائیر سٹرائیکس اور سنائپر فائرنگ کے ذریعے 30 سے زائد فلسطینی شہید کر دیے ہیں۔ مغربی قوتوں اور عالمی تنظیموں کی اسرائیلی جنگی جرائم پر خاموشی قابل فہم ہے کیونکہ وہ اسرائیل کی بہی خواہ اور مسلمانوں کی دشمن ہیں، لیکن افسوس مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور عوام کی بے حسی پر ہے کہ وہ اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں کی شہادتوں اور اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاج کا ایک لفظ کہنے سے بھی قاصر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم حکمران یہودیوں اور مغربی اقوام کی غلامی سے نکلیں اور آپس میں اتحاد واتفاق بڑھا کر عالم اسلام کے خلاف ان سازشوں کا مقابلہ کریں۔ آسیہ بی بی کی پاکستان بدری کے حوالے سے امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو کے اس بیان پر کہ وہ خیر وعافیت سے اپنے خاندان کے ساتھ کینیڈا پہنچ چکی ہے' تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ صلیبی جنگ میں اپنا کوئی اہم مشن پورا کر کے لوٹی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بھر کی جیلوں میں عیسائیوں سمیت ہزاروں کی تعداد میں دیگر مذاہب کے مجرم قید ہیں لیکن امریکی وزیر خارجہ نے ان کے بارے میں کبھی کچھ نہیں کہا۔ کیا آسیہ بی بی کی اتنی پذیرائی صرف اس لیے کی گئی کہ وہ شاتم رسول تھی؟ حقیقت یہ ہے کہ ہماری اس ذلت وخواری کی اصل وجہ دین سے بے وفائی اور غداری کا مرتکب ہونا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اُمت واحدہ کی صورت اختیار کریں اور دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لیے دین کے نفاذ کی جدوجہد کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

﴿ اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ﴾ ''اللہ نے مہر کر دی ہے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے پردہ پڑ چکا ہے''

ایسے لوگوں پر قرآن مجید کی تعلیمات کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس سے ہدایت وہی حاصل کر سکتے ہیں جن کے دل میں کچھ نہ کچھ خدا خوفی ہو، تقویٰ ہو۔ یہ تقویٰ کیسے پیدا ہوگا؟ اس کے لیے روزے کی عبادت فرض کی گئی۔ کیونکہ تقویٰ ہی اصل کامیابی کی کنجی ہے۔ تقویٰ ہوگا تو آخرت میں بھی کامیابی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی بخش دے اس کو اختیار ہے لیکن اس نے خود قرآن میں جا بجا بتایا ہے کہ اُخری کامیابی تقویٰ والوں کو ہی حاصل ہوگی:

﴿ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۸۳﴾ ﴾ ''اور آخرت کی زندگی تو ہے ہی اہلِ تقویٰ کے لیے۔'' (القصص:83)

اسی طرح سورۃ الزخرف میں فرمایا:

﴿ وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۵﴾ ﴾ ''اور آخرت (کی کامیابی) آپ کے رب کے نزدیک صرف اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔''

لہٰذا دیکھا جائے تو تقویٰ ہی اصل میں ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یہ روزے کی عبادت فرض کی گئی کہ ہمارے اندر کچھ نہ کچھ تقویٰ پیدا ہو جائے اور اس ذریعے سے ہماری اُخروی کامیابی کا کچھ سامان ہو جائے۔ آگے فرمایا:

﴿ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ ﴾ (البقرۃ:184) ''گنتی کے چند دن ہیں۔''

جب تک رمضان کے روزے فرض نہیں ہوئے تھے تو اس سے قبل ایامِ بیض کے روزے رکھے جاتے تھے۔ حضور ﷺ بھی یہ روزے رکھتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی رکھتے تھے اور یہ ہر مہینے کے تین روزے ہوتے تھے جو چاند کی 13، 14 اور 15 تاریخ کو رکھے جاتے تھے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سمیت بیشتر علماء کی رائے یہی ہے کہ فرضیتِ روزہ کی یہ چند ابتدائی آیات انہی روزوں کے حوالے سے تھیں۔ اسی ضمن میں آگے فرمایا:

﴿ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ ﴾ ''اس پر بھی جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔''

ایامِ بیض میں یہ معمول تھا کہ مہینے میں تین روزے رکھے جاتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بیمار تھا یا سفر میں ہوتا تھا تو اس کے لیے حکم تھا کہ وہ ان ایام میں روزہ چھوڑ دے اور اس کی جگہ دوسرے ایام میں رکھ لے۔ آگے فرمایا:

﴿ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ؕ ﴾ ''اور جو اِس کی طاقت رکھتے ہوں (اور وہ روزہ نہ رکھیں) اُن پر فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا کھلانا۔''

یعنی کوئی عذر نہ ہو، نہ سفر درپیش ہو اور نہ کوئی بیماری ہو لیکن اس کے باوجود بھی روزہ نہیں رکھا تو فدیے کے طور پر ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلایا جائے تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

﴿ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ؕ ﴾ ''اور جو اپنی مرضی سے کوئی خیر کرنا چاہے تو یہ اُس کے لیے خیر ہے۔''

یعنی اگر کوئی چاہے تو اس سے زیادہ خیر کے کام کر لے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا لیکن جو کم سے کم کفارہ ہے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

﴿ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ ﴾ ''اور روزہ رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

فدیے کا راستہ بھی کھول دیا لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ جو روزے کی برکات ہیں وہ اس سے حاصل نہیں ہوں گی۔ لہٰذا بہتر تو یہی ہے کہ تم روزہ رکھو اور اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ رہ جائے تو اس کی جگہ بھی روزہ ہی رکھو۔ یہ احکامات ایامِ بیض کے روزوں کے لیے تھے۔ اس کے بعد اب رمضان کے روزوں کے حوالے سے احکام ہیں:

﴿ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ ﴾ ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''

سب سے پہلے رمضان کے مہینے کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ اس کی خصوصیت کا باعث یہ ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا جو کہ نوعِ انسانی کے لیے بہت بڑی نعمت ہے:

﴿ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ ﴾ ''لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

قرآن کے مضامین انتہائی سادہ اور عام فہم ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کو سمجھنے کے لیے فلسفہ یا سائنس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن میں کھول کھول حقائق کو بیان کر دیا گیا ہے۔ حق اور باطل میں واضح اور دو ٹوک انداز میں فرق بیان کر دیا گیا ہے۔

﴿ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ؕ ﴾ ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے (یا جو شخص بھی اس مہینے میں مقیم ہو) اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔''

رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم اس آیت میں آیا ہے اور اس کے بعد اسی حوالے سے مزید احکام ہیں:

﴿ وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ ﴾ ''اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔''

یعنی ان دو صورتوں میں وہ روزہ مؤخر کر سکتا ہے لیکن دوسروں دنوں میں یہ روزے رکھنے ہوں گے۔ ایامِ بیض کے روزوں میں ایک سہولت یہ بھی تھی کہ اگر بلاوجہ روزہ نہیں رکھا تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن رمضان کے روزوں کے احکام میں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کی جگہ روزہ ہی رکھنا ہوگا اور بلاوجہ روزہ چھوڑنا بھی گناہ ہے۔ البتہ کوئی شرعی عذر ہو جیسے سفر میں ہو یا بیمار ہو یا اتنا ضعف ہو کہ صحت بگڑنے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ اس کے علاوہ روزہ چھوڑنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے فیوض و برکات سے بھرپور استفادہ کرنے اور خاص طور پر قرآن کے ساتھ رات کو قیام کرنے، قرآن سننے، پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ سرگودھا شرقی کے رفیقِ تنظیم، عمر 28 سال، تعلیم ایم فل (انگلش لٹریچر) ملازمت (لیکچرار پرائیویٹ سیکٹر) کے لیے دینی مزاج کی حامل فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0303-7262878

☆ فیصل آباد میں مقیم صدیقی فیملی (اُردو سپیکنگ) کو اپنی دو بیٹیوں عمر 26 سال قد 5 فٹ 4 انچ، ایم ایس سی (کیمسٹری)، بی ایڈ اور عمر 24 سال قد 5 فٹ 4 انچ، ایم اے (پولیٹیکل سائنس)، بی ایڈ کے لیے دین دار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0335-7824629

☆ بیٹی، عمر 26 سال تعلیم، ایم بی اے، کے لیے دینی مزاج حامل لاہور سے ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0310-4108046

☆ مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 35 سال، قد 5 فٹ 3 انچ، تعلیم بی اے، قرآن اکیڈمی سے عربی کورسز، طلاق یافتہ (دو بچے: بچی 6 سال، بچہ 4 سال) کے لیے باشرع، برسرِ روزگار رشتہ درکار ہے۔ لاہور سے شرعی پردے کی حامل فیملی قابلِ ترجیح ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4938328

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

6

سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

19	صحبتش با عصرِ حاضر درگرفت	حرفِ دیں را از دو 'پیغمبر' گرفت

عصر حاضر میں بندۂ مومن نے مغربی تہذیب کی صحبت اختیار کرلی ہے اور (حضرت محمد ﷺ کی بجائے) دین کو دو برطانوی ساختہ (MADE IN UK) پیغمبروں سے سیکھ لیا ہے۔

20	آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد	آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد!

ایک (بہاء اللہ) ایران سے تھا اور دوسرا ہندی خمیر سے اُٹھا (مرزا قادیانی) وہ (بزعم خویش) حج سے بیگانہ تھا اور یہ (بزعم خویش) جہاد (کو حرام قرار دے کر اس کا) تارک ہے

21	تا جہاد و حج نماند از واجبات	رفت جاں از پیکرِ صوم و صلوٰت

جب جہاد اور حج دینی واجبات کے طور پر سامنے نہ رہے (جو نام نہاد مسلمان ان کو ترک کردے) تو نتیجتاً اسلام کی صوم و صلوٰۃ (جیسی عبادات) میں سے بھی جان نکل گئی

19۔ اے پسر! عصر حاضر کے فرنگی کی غلامی میں زندگی گزارنے والے بندۂ مومن نے اپنی اقدار اور ترجیحات بدل لی ہیں۔ فرنگی استعمار دراصل یہود کے زیر اثر ہے انھوں نے مسلمانوں کو دینی وقرآنی تعلیمات سے برگشتہ کرنے کے لیے دو نام نہاد جھوٹے پیغمبر کھڑے کردیے ہیں تاکہ حضرت محمد ﷺ کی حقیقی تعلیمات کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کردیں اور مسلمانوں کو ان کی حقیقی باطنی قوت (نصرتِ خداوندی پر بھروسا) سے محروم کردیں اور اس غلام قوم کے جدید تعلیم یافتہ ایک قابل ذکر طبقے نے اب ان دو پیغمبروں (برطانوی ساختہ -MADE IN UK) کی ابلیسی تعلیمات کو اپنا لیا ہے۔ ❶

20۔ ایک ایرانی (بہاء اللہ) تھا اور دوسرا ہندی خمیر سے اُٹھا، پنجاب سے اُٹھا اور برطانوی استعمار کے زیر سایہ پروان چڑھا۔ ایک نے مسلمانوں کے لیے حج ساقط کردیا اور یوں عرب وعجم یا سعودی عرب اور ایران میں جنگ کے بیج بو دیے اور دوسرے نے جہاد کو حرام قرار دے دیا تاکہ اس کے سرپرست فرنگی کو کسی مسلح مزاحمت کا خطرہ نہ رہے، یہ منصوبہ فرنگی چال تھی جو اللہ نے ناکام کردی (تاہم اس ابلیسی مہم جوئی کے اثرات جنوبی ایشیا کے مسلمانوں پر اب بھی ہیں اور یہود ونصاریٰ اور ہنود کے ظلم وتشدد کے باوصف عالم اسلام پوری قوت کے ساتھ جہاد کا نام زبان پر لانا کم اَزکم غیر شائستہ کلام ضرور سمجھتا ہے)۔

21۔ اے پسر! اب یہ بات ہر دانا پر عیاں ہے کہ ایک طرف اُمت مسلمہ (یعنی مردِ مومن) فرنگی صہیونی مغربی استعمار کا غلام ہے اور دوسری طرف یہ نعرہ بلند ہو چکا ہے کہ جہاد اور حج واجباتِ دین میں سے نہیں ہیں۔ یہ آواز فرنگی سرکار کی سرپرستی اور اشیرباد کے بغیر ہوتی تو مسلمان خود اس سے نمٹ لیتے مگر یہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت مغربی فرنگی صہیونی ذہن رسا نے چال چلی جو فضا میں مسلمانوں کے درمیان کشیدگی اور خلفشار کے اضافہ کا موجب بن گئی۔ یاد رہے کہ علامہ اقبال کے دور میں قادیانی صرف فتوٰی کی حد تک کافر (Non-Muslim) تھے مگر مفکر پاکستان کے پاکستان میں 1974ء میں آئینی طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور کسی بھی دوسرے شخص کو دنیا بھر میں (حضرت محمد ﷺ کے بعد) نبی ماننے والا یا ایسے شخص کو ہی مجدد ماننے والا خارج از اسلام ہے۔ فرنگی استعمار نے یہ فتنہ اسی لیے پالا تھا کہ ان کے قانون میں یہ بات آزادیٔ رائے اور آزادیٔ مذہب کے ذیل میں آتی ہے۔ ❷ جب اسلام میں حج و جہاد اہم نہ رہے تو صوم وصلوٰت کی اہمیت بھی کم ہوتی چلی گئی اور یہ عبادتیں بھی بے اثر ہوگئیں۔

❶ کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام!'
ابلیس کی مجلسِ شوریٰ — علامہ اقبال

❷ یہ منصوبہ دراصل صہیونیت کا BRAIN CHILD ہے جو 600 ق م سے حضرت مسیح علیہ السلام تک قرآن مجید کے بیان کے مطابق، نبیوں کو بلا جواز قتل کرتے رہے کہ ہمیں آسمانی ہدایت نہیں چاہیے ہم تورات کو کتاب اور حضرت موسیٰ اور داؤد وسلیمان علیہم السلام کو تبرکاً تسلیم کرکے من پسند، سیکولر اور لبرل زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اس طبقے نے حضرت مریم علیہا السلام پر بدکاری کا الزام لگا کر بدنام کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر الزام لگا کر سولی پر چڑھانے کا اہتمام کیا اور حضرت محمد ﷺ کے خلاف سردھڑ کی بازی لگادی اور پہچاننے کے باوجود ایمان نہیں لائے، یہ الگ بات ہے کہ ختم نبوت کی سعادت کی وجہ سے آپ ﷺ اور آپ کی کتاب اور تعلیمات، صہیونی دست برد سے محفوظ رہے اور آج تک محفوظ ہیں، اگرچہ صہیونیت نے بعد میں قتل انبیاء کی بجائے جھوٹے نبی کھڑے کرنے شروع کردیے اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی اس فتنہ نے سر اٹھا لیا اور قیامت تک صہیونیت ہی اس فتنہ کی سرپرست رہے گی اور انہی جھوٹے نبیوں میں سے ایک دجال کا رُوپ بھی دھارے گا۔ اعاذنا اللہ من ذالک

پاکستان رمضان المبارک کی 27 ویں شب کو وجود میں آیا گمان غالب ہے کہ اسی شب قرآن بھی نازل ہوا لہٰذا رمضان، قرآن اور پاکستان کا آپس میں گہرا روحانی تعلق ہے : ایوب بیگ مرزا

روزے کا حاصل تقویٰ ہے اور قرآن کتاب ہدایت ہے، اُخروی کامیابی کے لیے دونوں لازم و ملزوم ہیں : ڈاکٹر عارف رشید

رمضان، قرآن اور پاکستان کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان : آصف حمید

سوال: رمضان المبارک کی حکمت کیا ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' (البقرۃ:183)

اس آیت سے پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ روزے کی عبادت کوئی نئی نویلی شے نہیں ہے جو امت مسلمہ پر فرض کی گئی ہے۔ قرآن حکیم اس بات کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی اقوام پر بھی روزے کی عبادت فرض کی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ امت مسلمہ کے لیے روزے کے احکامات میں اللہ نے بہت سہولت دی ہے جو پہلے نہیں تھی۔ پہلے اہل کتاب کے روزے کا دورانیہ ہمارے روزے سے دوگنا تھا۔ ایک عیسائی عالم کے مطابق ان کا روزہ افطاری کے بعد سے ہی دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے ان کا روزہ تقریباً 22، 23 گھنٹوں کا بنتا ہے۔ ہم جو بھی نیک عمل کرتے ہیں وہ اللہ کے لیے کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ روزے کے اجر کے حوالے سے حدیث قدسی میں اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے فرمایا: ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا''۔ اس حدیث کے پہلے حصے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کا ایک ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب دینے کا وعدہ ہے، اس کے بعد سو گنا اور سات سو گنا تک بھی اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے۔ لیکن روزے کا معاملہ اس سے الگ ہے۔ معلوم ہوا کہ روزے کی عبادت کا ثواب سات سو گنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہٰذا ہمیں روزہ حقیقی معنوں میں اللہ کے حکم کے مطابق رکھنا چاہیے اور صرف کھانے پینے اور شہوت پر کنٹرول نہ ہو بلکہ انسان ہر گناہ سے بچے۔ اس لیے کہ روزہ کا اصل مقصد قرآن کی روشنی میں یہ ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ تقویٰ وہ احساس ہے کہ انسان شعوری طور پر سوچے کہ جو کام میں کرنے چلا ہوں کیا وہ اللہ کو پسند ہے یا نہیں؟ کہیں اس سے میرا رب مجھ سے ناراض تو نہیں ہو جائے گا۔ اگر یہ خوف اور یہ احساس انسان کو دامن گیر ہے تو یہی تقویٰ ہے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جس نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹی بات اور باطل کام نہ چھوڑا، اللہ تعالیٰ کو ایسے شخص کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔''

مرتب: محمد رفیق چودھری

اسی طرح نماز کا بھی اصل حاصل یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل میں برقرار رہے۔ ہمارے دین نے ہمیں نماز کا پنج وقتہ نظام دیا ہے۔ ان پانچ اوقات میں ہمیں مصروفیات سے نکال کر مسجد میں اسی لیے لا کر کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ ہمارے دلوں میں اللہ کی یاد برقرار رہے۔ اسی طرح روزے کا اصل حاصل اور اصل حکمت تقویٰ کا حصول ہے۔ کم سے کم اس ایک مہینے کی ایکسرسائز سے یہ فائدہ تو ہوگا کہ اگر انسان پوری طرح اس پر کاربند رہا تو پھر سال کے بقیہ گیارہ مہینے بھی وہ قرآن وحدیث میں بیان کردہ حرام چیزوں سے بچے گا یا بچنے کی کوشش کرے گا۔

سوال: رمضان اور قرآن کا باہمی تعلق کیا ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا۔ اس حوالے سے کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا'' (البقرہ:185)

اسی طرح سورۃ القدر میں مزید وضاحت آگئی کہ:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ①﴾ ''یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔''

پھر سورۃ الدخان میں بھی اس حوالے سے لیلۃ المبارکہ کے الفاظ آئے ہیں اور اس حوالے سے کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ یہاں شب قدر کی بات ہو رہی ہے۔ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے اور نوع انسانی پر اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔ کیونکہ یہ نوع انسانی کے لیے اصل ہدایت ہے:

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾ ''لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔'' (البقرہ:185)

بحیثیت مسلمان ہمارا اصل ہدف اللہ کی بندگی اور اطاعت میں زندگی بسر کرنا ہونا چاہیے اور قرآن ہمیں زندگی کے اس اہم ترین ہدف کو حاصل کرنے کے لیے راہنمائی دیتا ہے۔ رمضان کا قرآن حکیم کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اس مہینے میں فرض کیا تاکہ دن بھر روزے کی مشقت سے تمہارے اندر حیوانی تقاضے اور نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنے کا ایک جذبہ پیدا ہو بلکہ اس پر کاربند ہو جاؤ۔ اس کے بعد جب تمہاری حیوانی جکڑبندیاں کمزور پڑیں گی تو پھر قرآن حکیم ہماری روح کو غذا بہم پہنچائے گا۔ کیونکہ وہ روح ہمارے مادی وجود اور نفس کی زور آوری کی وجہ سے دبی ہوئی ہے۔ جب روزے کی بدولت ہمارے مادی وجود میں کچھ ضعف آئے گا تو اس پر روح کو اپنے رب کے حضور متوجہ ہونے کا موقع ملے گا۔ لہٰذا رمضان میں دن کا روزہ اور پھر رات کا قیام جو تراویح کی شکل میں ہے، اس میں تلاوت قرآن، ترجمہ و تفاسیر، یہ ساری چیزیں قرآن کے

ساتھ تعلق جوڑنے کا باعث بنتی ہیں۔

سوال: رمضان اور پاکستان کا باہمی تعلق کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یوں تو رمضان اور قرآن کا تعلق تو دنیا کے ہر مسلمان سے ہے۔ جہاں بھی کوئی مسلمان ہے وہ قرآن پر ایمان رکھنے کی وجہ سے مسلمان ہے اور قرآن میں ہی روزہ رکھنے کا حکم آیا ہے۔ یعنی ہر مسلمان کا تعلق رمضان اور قرآن سے ہے۔ جہاں تک پاکستان کا معاملہ ہے تو پاکستان کی بنیاد ہی اسلام ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم نے برصغیر کی عملی سیاست میں قدم رکھا تو پہلے کانگریس میں شامل ہوئے اور پھر انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کی۔ اسی لیے انہیں امن کا سفیر بھی کہا جاتا تھا لیکن وہ اس میں ناکام ہوئے۔ ان کو معلوم ہوگیا کہ کانگریس صرف ہندو مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔ اس پر انہوں نے کانگریس چھوڑ کر مسلم لیگ جوائن کر لی۔ آغاز میں ان کی کوشش مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ تک محدود تھی۔ لیکن مسلم لیگ میں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد وہ مایوس ہو کر لندن واپس چلے گئے۔ ان کا تاریخی جملہ ہے کہ ہندو ناقابل اصلاح ہے جبکہ مسلمانوں کا معاملہ یہ کہ ان کے لیڈروں سے صبح جو میں بات کرتا ہوں شام کو وہ انگریز ڈپٹی کمشنر کو پہنچی ہوتی ہے۔ یعنی مسلمان ناقابل اعتبار ہیں۔ 7 ستمبر تا یکم دسمبر 1931ء میں جب دوسری گول میز کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی جس میں علامہ اقبال کو بھی شرکت کا موقع ملا۔ وہاں انگلستان میں قیام کے دوران علامہ نے قائداعظم سے طویل ملاقاتیں کیں اور انہوں نے قائداعظم کو قائل کیا کہ آپ ہندوستان واپس آئیں اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کریں اور ساتھ ہی خاص بات یہ کہی کہ آپ اپنی تحریک میں اسلام کا انجکشن لگائیں کیونکہ جب تک آپ آزادی کی اس تحریک میں اسلام کو انجیکٹ نہیں کریں گے اس وقت تک مسلمان متوجہ نہیں ہوں گے۔ علامہ اقبال کی اس تجویز کو انہوں نے قبول کیا۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمان کا اسلام کے ساتھ جذباتی تعلق شروع سے ہی بہت زیادہ رہا ہے البتہ عملی تعلق کم ہے۔ بہرحال قائداعظم علامہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے واپس ہندوستان تشریف لائے اور مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی اور پھر اس تحریک کو اسلام کے نعروں کے ذریعے بہت ترقی دی۔ 'مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ' اور پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ! جیسے نعروں نے اس تحریک کو نیا ولولہ دیا۔ پاکستان کا اسلام کے ساتھ یہ تعلق بھی بنتا ہے کہ دنیا کی کوئی جدید ریاست اسلام کے نام پر وجود میں نہیں آئی یعنی کسی دوسری ریاست نے اپنا مطلب لا الٰہ الا اللہ نہیں بتایا۔ اس نعرے کی وجہ سے تحریک پاکستان میں ایک جان پڑ گئی اور اسی وجہ سے لوگ قربانیاں دینے کے لیے تیار ہوئے تھے۔ رمضان سے پاکستان کا خاص تعلق یہ بنتا ہے کہ پاکستان رمضان کی 27 ویں شب کو قائم ہوا جس کے بارے میں امکان غالب ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی اور اسی رات میں قرآن نازل ہوا۔ اس لحاظ سے پاکستان کا رمضان سے ایک اضافی تعلق بن جاتا ہے۔

سوال: ایک مسلمان کو رمضان کس طرح گزارنا چاہیے؟

ڈاکٹر عارف رشید: پہلی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان شعوری طور پر اس بات کا ارادہ کرے کہ وہ کسی گناہ میں ملوث نہیں ہوگا۔ اس کے لیے ویسے تو اللہ کا حکم سال کے بارہ مہینوں کے لیے ہے لیکن انسانی نفسیات کا تقاضا بھی ہے کہ اگر کسی کام کو خاص وقت کے لیے مخصوص کر دیا جائے تو اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ رمضان میں نیکیوں کی لوٹ سیل لگی ہوتی ہے اور یہ جذبہ انسان کے اندر موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جیسے ہی شعبان کا مہینہ شروع ہوتا تھا تو نبی اکرم ﷺ اپنے گھر والوں کو خاص طور پر ترغیب دیتے تھے کہ وہ نیکیوں میں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والے تو عام حالات میں بھی پیچھے رہنے والے نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود رمضان میں حضور ﷺ مزید تاکید کیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ تقویٰ اور خدا خوفی کا میدان تو بہت وسیع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۲۶﴾

(المطففین:26) ''اس چیز کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ شعوری طور پر قرآن حکیم کے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا جائے۔ رمضان کے شروع ہوتے ہی انسان کا یہ معاملہ ہونا چاہیے کہ روزانہ کم از کم ایک پارہ لازماً پڑھا جائے۔ اللہ توفیق دے تو نہ صرف تلاوت کی جائے بلکہ رات کے اوقات میں اس کے مفاہیم کو بھی پڑھا یا سنا جائے۔

سوال: عوام الناس رمضان میں صرف روزہ اور مختصر تراویح تک کیوں محدود ہوتے ہیں؟

ڈاکٹر عارف رشید: لوگوں کو رمضان کی فضیلت کو سامنے رکھ کر اعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے فرمودات بہت اہم ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام سے روکے رکھا' اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی''۔

یہ دونوں چیزیں اس مقصد کے لیے ہیں تا کہ انسان کے اندر عمل کا جذبہ پیدا ہو۔

سوال: کیا رمضان ٹرانسمیشن کے پروگرام رمضان کی روح کو خراب کرنے کی سازش ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ مادہ پرستی نے جس طرح ہمارے اذہان و قلوب کو جکڑ لیا ہے کہ ہماری سوچ مادے سے آگے بڑھتی ہی نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا کہ ہر چیز کو کمرشلائز کر دو۔ چونکہ آج ہمارا رجحان اپنے ذاتی مفادات اور مادے کی طرف بہت زیادہ ہو گیا ہے لہٰذا ہر معاملے میں یہ سوچا جاتا ہے کہ اس سے پیسہ کتنا بنے گا۔ رمضان کے پروگرام خالصتاً روحانی پروگرام ہیں۔ ان کا مقصد اپنی روح کو تقویت دینا اور اللہ کو راضی کرنا ہونا چاہیے۔ لیکن جب یہ پروگرام ایسے ہوں گے کہ ان میں خلاف اسلام باتیں ہوں گی، غیر شرعی کام ہوں گے اور بے حیائی پر مبنی محافل ہوں گی تو پھر ان سے رمضان کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ رمضان کے حوالے سے ایسے پروگرام ہوتے ہیں جس میں بے پردہ خاتون اینکر ہوتی ہے اور اس میں علماء شریک ہوتے ہیں اور اس کے سوالوں کے جوابات دیتے ہیں۔ کیا علماء کو ایسی محافل کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہیے؟ انہیں کہہ دینا چاہیے کہ ہم ایسی مخلوط محفل میں شریک نہیں ہوں گے۔ بہرحال ہر شے کو کمرشلائز کر دیا گیا ہے کیونکہ ٹی وی چینلز کے مالکان نے یہ دیکھنا ہے کہ کون سا پروگرام کس انداز میں کیا جائے کہ اس کی ریٹنگ بڑھے۔ لہٰذا اس گناہ میں ٹی وی مالکان اور جو علماء وہاں شریک ہوتے ہیں وہ سب شامل ہیں۔ عوام الناس کو چاہیے وہ ایسے پروگراموں کو نہ دیکھیں کیونکہ ریٹنگ لوگوں کے دیکھنے سے ہی متعین ہوتی ہے۔ اگر عوام ان کو زیادہ دیکھیں گے تو پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ عوام بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔

ڈاکٹر عارف رشید: شیطان انسان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے اور بے حیائی، فحاشی و عریانی شیطان کا سب سے بڑا آلہ ہے جو وہ انسانیت کو ڈی ریل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے لوگوں

کی ذہن سازی کی جائے۔ ان کو بتایا جائے ورنہ انسان کے اندر گناہوں کی طرف اشتہا موجود ہے۔ انسان کے اندر نفس امارہ موجود ہے۔ جس کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ﴾ (یوسف:53) ''یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے''

لہٰذا جو چیز بھی اسے چمکتی ہوئی نظر آئے گی وہ اس کی طرف لپکے گا۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک موقع پر سنڈے میگزین کے اونر سے شکایت کی کہ آپ میگزین کے فرنٹ صفحے پر خاتون کی تصویر کیوں چھاپتے ہیں تو اس نے جواب میں کہا کہ اگر ہم نے یہ نکال دیا تو اس کو کوئی نہیں خریدے گا۔ بہر حال یہ بات اپنی جگہ پر ہے کہ عوام اسے نہ دیکھیں لیکن ہمیں بہت ہی سنجیدگی سے اس طرف غور کرنا چاہیے۔ الحمدللہ! اس ضمن میں تنظیم اسلامی کوشش کر رہی ہے، بے حیائی، فحاشی اور تمام منکرات سے آگاہی کے حوالے سے لٹریچر بھی تقسیم کرتی ہے اور سیمینارز اور آگاہی منکرات مہم کے ذریعے لوگوں میں آگاہی پیدا کر رہی ہے۔ لیکن یہ دور ہی دجل کا دور ہے۔ اس میں دنیا کی رنگینیاں، چمک دمک انسان کو کھینچتی ہیں اور یہ تمام چیزیں پھر شیطان کے سب سے بڑے ہتھکنڈے بن جاتے ہیں جو انسانوں کو اللہ کی معصیت اور سرکشی تک لے جاتا ہے۔

سوال: اس حوالے سے پیمرا کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں اصل کردار ہی پیمرا کا ہے۔ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ جب بھی اسٹیبلشمنٹ کے خلاف بات ہوتی ہے تو پیمرا فوراً گرفت کرتا ہے۔ اگر کسی اینکر کا پروگرام پیمرا ایک ماہ کے لیے بند کر دے تو گویا اس کے معاشی وجود پر کلہاڑا مار دیا گیا۔ یعنی پیمرا کے پاس بہت اختیار ہے۔ پیمرا جہاں دیکھے کہ اس طرح کے غیر شرعی معاملات ہو رہے ہیں، غیر شرعی مجالس کا انعقاد ہو رہا ہے تو وہ گرفت کرے تو کوئی بھی اس طرح کے پروگرام نہیں کر سکے گا۔

سوال: کیا نئی حکومت کا پہلا رمضان ریاست مدینہ کی شروعات ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مجھے اس حوالے سے کوئی توقع نہیں ہے کہ اس حوالے سے کوئی تبدیلی آئے گی۔ اگرچہ آنی چاہیے۔ PTI کے منشور میں اسلام کے حوالے سے دو ہی چیزوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ ایک میرٹ اور دوسرا مساوات اور انصاف۔ باقی سماجی حوالے سے ان کا کوئی پروگرام نظر ہی نہیں آتا اور نہ ہی ان کے پیش نظر ہے اور یہ معاملہ تو معاشرتی ہے جب معاشرے کی اصلاح ہوگی تو یہ ہوگا۔

سوال: کیا زمانہ کے مطابق خود کو ڈھال لینا قرآن وحدیث (معاذ اللہ) پر عدم اعتماد نہیں؟

ڈاکٹر عارف رشید: آج کل ایک یہ بھی بڑی دلیل دی جاتی ہے کہ سود کے بغیر تو کاروبار چل ہی نہیں سکتا کیونکہ ہمارا پورے کا پورا نظام سود میں جکڑا ہوا ہے۔ اس طرح کی دلیلوں کی شریعت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ جو دین محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا اور جس کے لیے وہ آیہ مبارکہ قرآن میں موجود ہے کہ: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے''

اس آیت کے بارے میں یہود نے کہا تھا کہ اگر یہ آیت ہمارے رسول موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو جشن کا دن قرار دیتے۔ یہاں تو بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل کر دیا۔ لیکن آج اگر ہم دینی تعلیمات کو ترجیح اول بناتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ آج سے چودہ سو برس پہلے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ وہی شیطانی فریب ہے جس میں انسان پوری طرح پھنس چکا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے، اب دین پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ جملہ قرآن وحدیث پر عدم اعتماد ہے اور کلمہ کفر کہنے کے مترادف ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں شریعت کے فلاں حکم پر عمل نہیں کر پا رہا، میں گناہ گار ہوں، یعنی وہ مانتا ہے کہ وہ گناہ گار ہے تو یہ قابل اصلاح بات ہے جبکہ ایک آدمی شریعت کے تقاضے کو ہی نہ مانتا ہو تو ایسی بات پھر بہت دور چلی جاتی ہے۔

ڈاکٹر عارف رشید: اس حوالے سے بھی ہمارے میڈیا کا بڑا رول ہے۔ کیونکہ میڈیا پر جن شخصیات کو سامنے لایا جاتا ہے اور وہ دین کی جس طرح کی تعبیر کرتے ہیں اور وہ چیزیں جو نبی اکرم ﷺ کے دور سے آج تک چلی آ رہی ہیں جن کے اندر کوئی اختلاف نہیں تھا لیکن ان میں آ کر اپنا عقول پیش کرتے ہیں تو پھر گمراہی پھیلتی ہے۔ کیونکہ یہ چیز ہمارے نوجوان طبقے کو بڑی تیزی سے اپیل کرنے والی ہے۔ اس لیے کہ ہر انسان کے اندر شیطان تو موجود ہے اور جہاں شریعت کے احکامات میں نرمی کہیں سے بھی نظر آ جائے تو لوگ اس کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال: کیا پاکستان 14 اگست کو وجود میں آیا یا 15 اگست کو اور کیا ستائیسویں شب تھی یا نہیں، حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ مسئلہ بہت عرصے سے متنازع چلا آ رہا تھا لیکن اب کافی حد تک حل ہو چکا ہے۔ تاریخ پاکستان، قائداعظم اور تحریک پاکستان کے حوالے سے معروف کالم نگار ڈاکٹر صفدر محمود کو دنیا ایک اتھارٹی سمجھتی ہے۔ انہوں نے 3 جولائی 2011ء میں ایک کالم لکھا تھا جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ پاکستان 15 اگست کو بنا تھا اور وہ شب جمعہ تھی اور 27 رمضان المبارک تھی۔ یعنی 14 اور 15 کی درمیانی شب تھی اور 12 بج کر 10 منٹ پر اعلان ہوا تھا کہ یہ ریڈیو پاکستان ہے تو ظاہر ہے وہ 15 اگست کی ہی تاریخ بنتی ہے۔ بہر حال ڈاکٹر صفدر محمود کے اس کالم پر ایک دوسرے محقق منیر احمد منیر نے ان کی بڑی گرفت کی اور کہا کہ پاکستان چودہ اگست کو بنا تھا اور وہ رات 27 ویں اور 28 ویں رمضان کی درمیانی شب تھی یعنی وہ طاق رات ہی نہیں تھی۔ بہر حال ان دو کالموں کی وجہ سے تاریخ کا پنڈورا باکس کھل گیا۔ پھر اس پر پوری تحقیق ہوئی تو پھر معلوم یہ ہوا کہ واقعتاً پاکستان چودہ اور پندرہ کی درمیانی شب کو قائم ہوا تھا۔ میں نے 12 اگست 1947ء کے ڈان اخبار کا ایک تراشا دیکھا ہے جس پر 12 اگست، دن منگل، 24 رمضان المبارک لکھا ہوا ہے۔ اگر 12 اگست کو 24 رمضان المبارک تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ 14 اگست کو 26 رمضان تھا اور چودہ اور پندرہ اگست کی درمیانی رات رمضان کی 27 ویں شب تھی۔ اب تو پندرہ اگست کا ڈان کا ایک شمارہ بھی مل گیا ہے اس میں بھی صاف لکھا ہے 15 اگست، 27 رمضان المبارک، جمعۃ المبارک۔ لہٰذا اب یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ پاکستان 15 اگست کو بنا تھا۔ 29 جون 1948ء کو کیبنٹ کا ایک اجلاس ہوا تھا جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ پاکستان کا یوم آزادی پندرہ اگست کو منایا جائے گا۔ لیکن بعد میں اس میں ترمیم کر دی گئی۔ یہ بھی ایک دلچسپ معاملہ ہے۔ اصل میں طے یہ ہوا تھا کہ انڈیا 14 اگست کو آزادی کا اعلان کرے گا اور پاکستان 15 اگست کو اعلان کرے گا۔ لیکن اس وقت پنڈت نہرو کو دوسرے پنڈتوں نے یہ کہہ دیا کہ 14 اگست کا دن انڈیا کے لیے منحوس ہے لہٰذا یہ دن بدل دیا گیا۔ جبکہ پاکستان کا اعلان چودہ اور پندرہ اگست کی شب کو ہی ہوا۔ لیکن بعد میں فیصلہ ہوا کہ چونکہ انڈیا پندرہ اگست کو آزادی کا دن منا رہا ہے تو لہٰذا پاکستان چودہ کو منائے گا۔ بہر حال ہمارے لحاظ سے چودہ اور پندرہ کو منانا غلط ہے بلکہ یہ دن ستائیس رمضان المبارک کو منانا چاہیے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

صیدِ زبوں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ایک طرف پکوڑا ٹیکس، چھلی ٹیکس، ٹینڈا ٹماٹر ٹیکس کے مژدے سنائے گئے، آئی ایم ایف کے وزارتِ خزانہ سنبھالنے کے پس منظر میں۔ دوسری طرف اخبار میں، راولپنڈی میں انسدادِ تجاوزات مہم کے دوران ضبط کی گئی غریبوں کی ریڑھیوں کے ڈھیر لگی تصویر تھی۔ ان گنت روزگار سے محروم کیے گئے، بجھے چولہوں کی سسکتی تصویر! راولپنڈی شہر تجاوزات سے پاک ہوگیا! خوبصورت، کھلا، روشن ہوگیا۔ غریب پسماندہ ریڑھیوں پر ٹیکس کی ماری مرجھائی سبزیوں اور ان کے بیچنے والے میلے کچیلے لوگ، مدقوق چہرے اپنے آنسو اپنے چھپر نما گھروں میں میلی چادروں میں جذب کرتے جا چکے۔ ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ کرنے کے لیے غربت سے چھٹکارہ پانے کا یہی فارمولا ہمارے چمکتے دمکتے حکمرانوں کے پاس ہے۔ غریب کو تجاوزات میں شمار کر کے منظر عام سے ہٹا دو۔ موبائل کمپنیوں نے بھی خاموشی سے کال اور میسجز مہنگے کر دیئے۔ اسی خاموشی سے اوگرا نے پٹرول مہنگا کرنے کی (14 روپے 37 پیسے اضافہ۔ 3 پیسے عوام کی بہبود کے لیے چھوڑ دیئے) سفارش کر دی تھی، مگر بلبلاتے عوام کو خبر مل گئی۔ چنانچہ عوام کی فوتیدگی اور رمضان کی بددعاؤں کے خوف سے 5 روپے مؤخر کر دیئے (معطل نہیں) یعنی آگے چلیں گے دم لے کے۔ ریگولیٹری اتھارٹی کے نام سے ہم جیسے عوام اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ شاید یہ قیمتوں کو ہمارے مفاد میں منضبط رکھنے والی اتھارٹی ہے۔ لیکن اب سمجھ آئی کہ ہر اتھارٹی کی طرح یہ بھی معاشی مالکوں کے مفاد ملحوظِ خاطر رکھنے کو بنائی گئی ہے۔

آئی ایم ایف کو 600 ارب کے نئے ٹیکسوں کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔ ان محصولات (ٹیکسز) پر اسلام کیا کہتا ہے، اس کی تفصیلات تو علماء کے ذمے ہیں۔ ملکی قومی سطح پر یوں بھی اسلام سے ہمارا واسطہ رہ ہی کتنا گیا ہے۔ لبرل سیکولر حکومتیں۔ آخرت سے بے غم، بے بہرہ اسیں مرنا ناہیں یہ اندازِ دگر کہنے والے۔ لیکن ہم نے تو جو ایک حدیث پڑھ رکھی ہے وہی اس کی شدت و حدت سمجھانے کو کافی ہے۔ غامدیہ جب رجم کی سزا سے انتقال کر گئیں تو نبی ﷺ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب کسی نے ذکر برائی سے کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زبان روکو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ظالمانہ محصول وصول کرنے والا بھی وہ توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔'' گویا یہ اتنا بھاری گناہ ہے کہ اتنی بڑی سزا منہ مانگے لینے والی جیسی توبہ درکار ہے۔ کرسیوں، مناصب کی چکا چوند قبر میں اترنے کا دن بھلا دیتی ہے۔ برسرِ زمین ہمارے امتحان کی خوفناکی یہ ہے کہ اداروں تنظیموں، حکومتوں کی صورت کام کرنے والے بھول جاتے ہیں کہ تنہا تنہا مٹی تلے اتر کر پوری پوری آبادیوں بستیوں کے غموں، دکھوں، فاقوں، آنسوؤں، آہوں کا حساب چکانا پڑے گا، جس کے خوف نے سیدنا عمرؓ جیسے جری کو پہروں رلایا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا فائیو سٹار شہزادہ منصبِ خلافت پر بیٹھ کر خوف سے سوکھ کر کانٹا بن گیا! ہم پوچھتے ہیں تُسی مرنا ناہیں؟ اپنے اوپر رحم کریں اعیانِ حکومت اور پسِ پردہ حکمران بھی۔ ''ریاست مدینہ'' کا نام لیتے سٹی گم ہو جائے اگر ریاستِ مدینہ کے پہلے حکمران (محمد ﷺ) کی جلالتِ قدر، مقام و منصب کا ادنیٰ سا ادراک بھی ہو۔ انگریزی کا محاورہ ہے کہ ''جہالت بھی خوش باشی اور مسرتِ کامل دیتی ہے۔'' یعنی لاعلم اپنی کھال میں خوب مست رہتا ہے۔ جن غموں پر خلفائے راشدین کی نیندیں حرام ہوگئیں، 22 لاکھ مربع میل پر حکمران روتے رہے، اس کے مقابل ہمارے والوں کو دیکھ لیجئے۔ علمِ حقیقی سے، دین سے جاہل کس اطمینان سے رہ بس رہے ہیں عوام کی چٹنی بنا کر۔ اگر جانتے ہوتے تو روتے ہوئے جنگلوں میں نکل جاتے۔ ملک کو مہنگائی بے روزگاری میں دھکیل کر خود؟ جتنی گاڑیاں بیچنے کا بھاری ڈراما سجایا تھا، عوام کی توجہ بٹ گئی تو اب ان سے کہیں زیادہ نئی گاڑیاں (ہمارے ٹیکسوں سے) خرید لی ہیں! یہ ہیں کنٹینروں اور دھرنوں میں دکھائے خوابوں کی بھیانک تعبیریں! ہر طرف بدنظمی، انتشار کا دور دورہ ہے۔ خود PTI میں گروپ بندی تارے دکھا رہی ہے۔ ایسے میں کیا ہوا کرتا ہے؟ جو سوڈان میں ہوا۔ سوڈانی عسکری کونسل نے فرمایا: ''ملک میں سیاسی گھٹن کا ماحول پیدا ہونے کے بعد فوج کو اقتدار مجبوراً ہاتھ میں لینا پڑا۔ مسلح افواج کی مداخلت کا مقصد شہریوں کو درپیش مشکلات کم کرنا تھا۔'' اگرچہ عقل و دانش کا تقاضا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ کرسیوں پر سویلین اشرف غنی رہنے چاہئیں فرنٹ مین کے طور پر!

اب ان حالات میں جبکہ ہمارا نظامِ تعلیم تلپٹ ہے، کردار سازی کا مکو ٹھپا جا چکا ہے۔ تعلیمی اداروں کے نام پر ہر سطح پر لوٹ مار، علمیت کا فقدان، بحران، نرے کھیل تماشے (اختلاط نے رہی سہی کسر نکال دی) بوٹی مافیا، جعلسازیاں، نتائج میں فیل ہونے والوں کے مایوس کن اعداد و شمار۔ اس سب کے باوجود اب حکومت کی بجائے آئی ایس پی آر کا اعلان کہ مدارس وزارتِ تعلیم کے ماتحت لائے جائیں گے۔ تاکہ تعلیم، تعلّم کا واحد بچا کھچا سہارا (دنگے فساد ہڑتالوں، شیشہ منشیات، دادِ عیش دیتی تقریبات اور عشق عاشقی کے بکھیڑوں سے پاک) جو سر جھکائے پاکیزہ تعلیم دے کر انسان پیدا کر رہا ہے، اس کا گلا بھی گھونٹ دیا جائے؟ ہر کچھ دن بعد گھڑکا جاتا ہے ''مدارس کے فنڈنگ کے ذرائع کی جانچ پڑتال کی جائے۔'' فنڈنگ؟ جنابِ والا۔ یہ کروڑوں بنانے والے پنج ستارہ تعلیمی اداروں کی چین (chain) نہیں ہے، جنہیں یو ایس ایڈ جیسے ادارے اپنے مفادات، ایجنڈوں کے تحت تجوریاں بھر نوازتے ہیں۔ یہ مسکین ادارے وہ ہیں جو عوام الناس (امراء نہیں) کی حق حلال کی محدود کمائیوں سے حصہ پاتے ہیں۔ صدقات، خیرات، زکوٰۃ۔ قربانی کی

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(02 تا 08 مئی 2019ء)

جمعرات (02 مئی) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (03 مئی) کو بعد نمازِ فجر مسجد دارالہدیٰ' ایل بلاک' ماڈل ٹاؤن میں روزانہ ہونے والے درسِ قرآن کی اختتامی تقریب میں دعائیہ کلمات ادا کیے اور عظمتِ قرآن کے حوالے سے مختصر خطاب کیا۔ بعدازاں' جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ہفتہ (04 مئی) کو صبح 10 بجے تا نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں زیرالتوا تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں ملی مجلس شرعی کے زیراہتمام علماء کے ایک اجلاس میں شرکت کی' جس میں ملک میں بڑھتے ہوئے معاشرتی فساد کی روک تھام کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ یہ علمی نشست نمازِ عشاء تک جاری رہی۔

سوموار (06 مئی) کو صبح 10 بجے بحریہ ٹاؤن میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم چوہنگ کے رفیق جناب اطہر جمیل کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ بعدازاں' مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں بعض دفتری امور نمٹائے۔ منگل (07 مئی) اور بدھ (08 مئی) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں تنظیمی و دفتری امور نمٹائے۔ (مرتب: محمد خلیق)

مہمان آ گیا

(قاضی خورشید عالم صدیقی ایڈوکیٹ)

تھا جس کا انتظار وہ مہمان آ گیا
لے کر جلو میں خلد کا سامان آ گیا
عرشِ بریں سے فرش پہ آئی ہے کیا کتاب
مخزن تمام دانش و عرفان آ گیا
شیطان پھر رہا ہے پریشان اِدھر اُدھر
ہرسو بلادِ کفر میں طوفان آ گیا
مل کر رہے گی سب کو یقیناً رضائے رب
ممکن ہے ایسا ہونا وہ اِمکان آ گیا
روزہ ہے دن میں شب کو تلاوت کلام پاک
ہر ہر قدم پہ ہر جگہ فیضان آ گیا
عاصی کے واسطے در توبہ ہے کھل گیا
ہر خاص و عام کے لیے اعلان آ گیا
ہو جائے ایک شب کی عبادت سے مغفرت
حل جرم بے حساب کا آسان آ گیا
پروانہ و کلید ہیں جنت کی اُس کے پاس
گویا کہ اُس کے ساتھ ہی رضوان آ گیا
خورشید مومنوں کو مبارک ہو یہ نوید
مہمان بن کے آپ کا رمضان آ گیا

کھالوں سے کچھ دال دلیہ ہو جاتا تھا۔ دجالی ایجنڈوں نے مدارس کے لیے کھالوں کے سارے دروازے بند کر دیئے۔ محروم رکھنے کو کیا کیا جتن نہ کیے۔ اب قربانی کی کھال صرف شوکت خانم کی۔ (عوام کی کھال آئی ایم ایف کی!) مدارس میں مدرس کم ترین تنخواہ پر۔ مسجد میں مولوی شرمناک حد تک کم ماہانہ پر گزارہ کرتا ہے۔ ڈرائیور چوکیدار سے بھی کم! مدارس کے بچے مفت پڑھتے ہیں کوئی ٹیوشن فیس ان کی جیب نہیں کاٹتی۔ ان کے اخراجات مدرسے کے ذمے ہوتے ہیں۔ خوراک، یونیفارم، رہائش۔ جب کھانے کو نہیں ہوتا تو یہ بچے، بڑے روزہ رکھ لیتے ہیں اپنے معلمِ اعظم محمد ﷺ کی سنت پر! (جب گردوپیش کی آبادیاں ضرورت سے زیادہ کھانے کی بنا پر بیمار پڑ رہی ہوتی ہیں!) یہ نرالا اقدام مدارس ختم کرنے کے مغربی ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے ہے۔ جبکہ عیسائی مدارس (مشنری سکول) پھل پھول رہے ہیں۔ پاکستان کے تعلیمی زوال، انسان سازی کے بحران کے تابوت کی آخری کیل۔ واحد مقام جہاں ایثار، قربانی، صبر وتحمل، اخلاق، تہذیب، حفظِ مراتب، اردو زبان، قرآن، علوم دینیہ کی تعلیم وتربیت ہو رہی ہے۔ خودکار نظام جو قومی بجٹ پر ادنیٰ ترین بار کے بغیر، اعلیٰ ترین خدمت کسی دعوے ہنگامے کے بغیر سرانجام دے رہا ہے۔ مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت، مفتی تقی عثمانی پر حملے کے بعد موجودہ اعلان، (انتشار اور چپقلش کے ماحول میں) ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اسلام کی ہر سطح پر بیخ کنی ہماری معاشی مجبوریوں کے پیکیج کا بھی حصہ ہے۔ ان کی ریاستِ مدینہ میں جو رمضان طلوع ہونے کو ہے اس میں خبر یہ ہے کہ اداکارہ ماریہ واسطی (کھلے سینے اور سر کے ساتھ تصویر) رمضان پروگرام میں نجی چینل پر میزبانی فرمائیں گی۔ قرآن کا سوال ہے: ''کیا تمہاری ہنسی اور دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی؟'' (التوبۃ:65)

یہ نتائج ہیں الحاد اور بے دینی کی راہ پر گامزن تعلیم جدید کے! ہمارے نوجوان ہی نہیں قیادت پر بھی اقبال کی یہ آہ صادر آتی ہے! ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں (مغربی آقاؤں کا سستا شکار!)

☆☆☆

روزہ دار کے لیے آفات

عبدالرزاق کوڑواوی

آفات روزہ کا مختصراً تذکرہ کرنے سے پہلے بطورِ تمہید یہ بات عرض کردوں کہ جس طرح کسی سرسبز وشاداب باغ پر کوئی آفت ارضی وسماوی نازل ہوجاتی ہے تو وہ تباہ ہوکر رہ جاتا ہے، جس طرح لہلہاتی کھیتی کو کوئی روگ لگ جائے تو وہ جھلس جاتی ہے، جس طرح عالی شان عمارت نظر تغافل یا کسی زلزلہ سے کھنڈر میں تبدیل ہوجاتی ہے، جس طرح ایک صحت منداور تندرست انسان کسی بیماری کا شکار ہوکر بستر سے لگ جاتا ہے اور موت کے کنارے تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح نیک اعمال وعبادات کے ذریعے معرفت اور قربِ خداوندی تک پہنچنے اور حصولِ تقویٰ و معرفت اور رضائے الٰہی وفلاحِ اُخروی اور جنت تک پہنچنے کے راستوں میں ان عبادات میں جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اسے ہمارے علماءِ کرام رحمتہ اللہ علیہم نے آفات کا نام دیا ہے۔ ان آفات میں بعض جلد اور تیز اثر کرنے والی ہیں اور بعض آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان میں سے بعض عقل وذہن کی طرف سے نمودار ہوتی ہیں جبکہ بعض اخلاق وعمل کی طرف سے اور بعض محض سُستی وکاہلی اور بے پروائی سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم نے آفات کے باب میں بڑی تفصیل سے آفاتِ علم، آفاتِ وعظ وتبلیغ وغیرہ کو نصوصِ شرعیہ اور اقوالِ اکابر علماء کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ عبادات کے نتیجے میں دل کی روحانی دنیا میں پیدا ہونے والی حلاوتِ ایمانی، مٹھاس اور لذت کی کیفیت کو تباہ وبرباد کرنے والے اعمال کی تشخیص بھی فرمائی اور ان سے بچنے کے لیے تدابیر اور علاج بھی تجویز فرمائے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد آفاتِ روزہ کا تذکرہ نہایت اختصار سے آپ کی خدمت میں اس دعا کے ساتھ رکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان واحتساب اور صحت وتندرستی کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے اور قیام اللیل کی تمام برکات اور فیوضات سے مستفید فرمائے اور ان تمام آفات سے محفوظ فرمائے، جو اس کی برکات کو ختم کرنے والی ہیں۔ پہلے آٹھ آفات کا بیان ہوگا جبکہ ان کے بعد ان کے علاج سے متعلق تفصیل درج کی جائے گی۔ آفات کے تذکرے سے پہلے ایک حدیث کا ذکر مفید ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں سوائے بھوکا اور پیاسا رہنے کے کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جنھیں سوائے رات جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا‘‘۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالا جائے‘‘۔ پوچھا گیا: روزے کا ڈھال ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، یارسول اللہ ﷺ کیا چیز اسے پھاڑ دیتی ہے؟ فرمایا: ’’جھوٹ اور غیبت۔‘‘

1۔ آفات میں پہلی اور بنیادی چیز ریاکاری، دکھلاوا، عجب اور اپنی تعریف سننے کی عادت ہے۔ یہ فتنہ تمام عبادتوں اور نیک اعمال کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ بعض لوگوں میں یہ احساس ہوتا ہے کہ روزہ نہ رکھا تو دینداری کا بھرم کھل جائے گا۔ پڑوس کے روزے داروں کے درمیان نکو بن جاؤں گا یا نفلی روزوں کا کسی نہ کسی انداز سے تذکرہ کرنا کہ روزے کا اظہار ہوجائے۔ ریا شرکِ خفی ہے اور عجب اور اپنی تعریف سننے کے بارے میں حدیث کے الفاظ ہیں کہ اپنی تعریف سننے کی خواہش انسان کو اندھا اور بہرہ کردیتی ہے اور اسے گہری وادی میں گرادیتی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں صرف وہی عمل قابلِ قبول ہوگا جو اخلاص پر مبنی ہو۔ خوبصورت سے خوبصورت اور بڑے سے بڑے عمل اور عبادت کا کوئی ثمر، اجر انسان کو نہیں مل سکتا اگر وہ اخلاص کے ساتھ نہ کیا جائے۔ چنانچہ پوری زندگی میں اخلاص لازمی ہے۔ بندہ دل کی گہرائی سے اعلان کردے کہ ’’بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا (اور اس کے درمیان میں 60،70 سال کی زندگی کی پنہاں ہیں) وہ اللہ رب العالمین کے لیے ہے‘‘۔ (الانعام:162)

ایک بزرگ نے بڑی پیاری بات فرمائی ہے کہ ’’جب انسان میں خلوص اور استقامت کے پَر لگ جائیں تو وہ عرشِ الٰہی تک جا پہنچتا ہے اور جب انسان میں ریاکاری، نام ونمود ونمائش اور اپنی تعریف سننے کی بیماری کے پَر لگ جائیں تو وہ اسے جہنم کی گہری وادی تک پہنچادیتی ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

2۔ دوسری آفت غصہ اور طبیعت کا اشتعال ہے بھوک اور پیاس کی شدت میں انسان کا غصہ بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات بندہ چائے، پان، سگریٹ کا باقاعدہ عادی ہوتا ہے اور 12، 13 گھنٹوں کا پرہیز اس کی طبیعت میں غصہ پیدا کرتا ہے اور اس کے روزے کی برکات کو برباد کردیتا ہے۔

3۔ روزے کی تیسری آفت دل بہلانے والی چیزوں کی رغبت ہے۔ یہ روزے کی عام آفت ہے۔ جن بندگانِ خدا کی ذہنی تربیت نہیں ہوتی اور جو کھانے پینے اور زندگی کی بعض دوسری دلچسپیوں سے علیحدگی کو ایک محرومی سمجھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کا دن کاٹنا مشکل ہوجاتا ہے تو وہ دل کے بہلانے والے کاموں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ کوئی فیس بک پر وقت ضائع کرتا ہے، کوئی تاش کھیلنے لگ جاتا ہے، تو کوئی ناول اور ڈرامے وافسانے کے مطالعے میں وقت برباد کرتا ہے۔ یا کچھ نہیں تو دوستوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا شروع کردیتا ہے۔ بعض من چلے موویز اور فلم دیکھنے اور اپنے گھر کو ٹی وی کے ذریعہ سینما بنا کر وقت اور روزہ دونوں کو برباد کرتے ہیں۔

4۔ چوتھی بہت بڑی آفت جھوٹ اور غیبت ہے اور زبان کا غلط استعمال ہے۔ گویا ایک مسلمان روزہ رکھ کر حالتِ روزہ میں اللہ کی لعنت کا مستحق بھی بنتا ہے اور حلال، پاک اور طیب کھانوں اور مشروبات سے پرہیز کرکے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا شروع کردیتا ہے۔

5۔ پانچویں بڑی آفت بدنظری ہے۔ مخلوط سوسائٹی، مخلوط نظامِ تعلیم، مخلوط دفتری اور کاروباری معاملات اور اس کے بعد کپڑا بیچنے اور بنانے والی بڑی بڑی انڈسٹریز اور کارخانے پہلے غیرت کو بیچتے ہیں، پھر کپڑا بیچتے ہیں۔ فحاشی اور عریانی کی انتہا ہے۔ بدنظری کے قرآن اور حدیث کی روشنی میں علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم نے 14 کے قریب نقصانات بیان کیے ہیں۔

روزے کی حالت میں بدنظری کرنے والا نحوست میں مبتلا ہوجاتا ہے اور امانت میں خیانت کرنے والا بن جاتا ہے۔ شیطان کے تیروں اور حملوں میں سب سے موثر یہ تیر ہے۔ سورۃ المؤمن کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں میں خیانت اور دل کے رازوں سے باخبر ہے۔ بدنظری کی آفت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ حلاوتِ ایمانی، مٹھاس اور لذتِ ایمان کو سلب کرلیتی ہے اور روزے کے تمام باطنی اسباب تقرب الٰہی کو برباد کرنے کا سبب بنتی ہے۔

6۔ اہم آفت لذتوں اور چٹخاروں کا شوق ہے۔ انسان کو روزے کی حالت میں طرح طرح کے کھانوں کا شوق ہوتا ہے اور رمضان میں مومن کا رزق بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ سحری اور افطاری میں دسترخوان سجے ہوتے

ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی مضائقہ نظر نہیں آتا لیکن حد اعتدال سے تجاوز کرنا اور ان لذتوں اور چٹخاروں میں مبتلا ہونا، بندے کی روحانی ترقی سے میل نہیں کھاتا۔

7۔ ساتویں آفت عید کی خریداری میں وقت کا ضیاع ہے۔ دورانِ روزہ بازاروں میں گھومنا، اسی طرح رمضان کی راتوں کو بازاروں میں خریداری اور تفریحات کی نذر کر دینا بالخصوص آخری عشرے کی طاق راتوں کو بھی ضائع کر دینا بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے۔

8۔ آٹھویں آفت افطاری کی خریداری اور عید وغیرہ کی خریداری میں نمازوں کو ضائع کرنا ہے۔

ان آفات کا علاج:

1۔ یقین کی کیفیت کے ساتھ یہ عزم اور مصمم ارادہ کریں کہ مجھے اس آنے والے رمضان سے پورا استفادہ کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ میری زندگی کا آخری رمضان ہو۔ مجھے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان گزار کر مغفرت کروانی ہے۔

2۔ جس حد تک ممکن ہو باوضو رہا جائے اور اپنے اوقات کو تلاوت و ترجمہ قرآن، ذکر الٰہی، کلمہ طیبہ، استغفار اور درود شریف میں گزارنے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں بھرپور شرکت کی جائے اور خود بھی پوری طرح مستفید ہوا جائے اور دوسروں کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے۔

3۔ یہ صبر کا مہینہ ہے غصہ اور اشتعال کو اپنے پاس نہ آنے دیا جائے اور تصور کیا جائے کہ یہ حرام ہے اور مجھے اس سے بچنا ہے۔

4۔ اپنے آپ کو فلاحی کاموں اور خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رکھا جائے کہ یہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کا مہینہ ہے۔

5۔ زبان کی حفاظت اور اسے جھوٹ، غیبت، چغلی، گالم گلوچ سے بچایا جائے۔

6۔ نگاہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے اور مخلوط محافل سے اجتناب بھی کیا جائے۔

7۔ زیادہ وقت دعاؤں میں گزارا جائے۔ یہ مومن کا ہتھیار، آسمان و زمین کا نور اور عبادت کا مغز ہے اور رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ ہے ہی قبولیتِ دعا کا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ اور دیگر عبادتوں کی تمام آفات سے محفوظ رکھے اور خلوص و استقامت کے ساتھ تمام فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں علم کے موتی بکھیرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے اور بندگانِ خدا کو ان پروگراموں میں شرکت اور استفادہ کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ ❀❀❀

بیابہ مجلس اسرار

روزہ اور تقویٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o﴾ (البقرہ:183) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' گویا روزے کی مصلحت اور مدعا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ ''تقویٰ'' کے معنی ہیں ''بچنا''۔ قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفاہیم پیدا کیے' یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا' حرام سے بچنا' معصیت سے بچنا' یہ تقویٰ ہے۔ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں مثلاً' پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ فرض کیجیے، کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو ایسے میں اگر کوئی مسلمان اس بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔ لہٰذا اس میں ضبط کی عادت ڈالی جائے، تاکہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے' شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی اُسے نفس کی اُن خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو' جو دین کے منافی ہوں۔ پس طلوعِ فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور تعلقِ زن وشو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے' اس کا مقصد ضبطِ نفس ہے، یعنی ایک بندۂ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے...... اب سوچیے، اگر آپ پورے تیس دن ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ کی حلال کردہ چیزیں اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی' تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور منکرات سے بچ سکیں اور تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔ لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔

حافظ انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ

ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

کی ساتویں جلد (سورۃ قٓ تا سورۃ الناس) شائع ہوگئی ہے۔

ساتویں جلد کا ہدیہ
900/- روپے
یکم شوال تک خصوصی رعایت 450/- روپے

مکمل سات جلدوں (اول تا ہفتم) کا ہدیہ
5,350/- روپے
یکم شوال تک خصوصی رعایت 3,000/- روپے

نوٹ کراچی شہر میں ہونے والے دورۂ ترجمہ قرآن کے تمام مقامات پر یہ جلدیں دستیاب ہوں گیں۔ بیرونِ کراچی کے رفقاء و احباب اپنے آرڈر کے لیے براہِ راست مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ سے (فون نمبر: 7-0213-4993436) پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور سے (فون نمبر: 3-0423-5869501) پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

دو اصطلاحیں

محمد ندیم اعوان

مغرب کا ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ایجنڈا رہا ہے۔ یہ ایجنڈا سیاسی بھی ہے اور مذہبی بھی، تہذیبی بھی ہے اور ثقافتی بھی۔ خصوصاً اسلام کو بحیثیت عالمگیر دعوت، سیاسی قوت و بالادستی اور مذہبی ازادی کے لحاظ سے اتنا کمزور کرنا چاہتے ہیں کہ بے شک محدود رقبہ، کسی خاص نسل اور قومیتوں کے دائرہ کے اندر ہی نافذ اور کارفرما رہے، لیکن عالمی پیمانے پر اس کا وجود اورنفوذ ختم ہو جائے۔ ایجنڈا کی تکمیل کے لیے دیگر منصوبہ بندیوں کے علاوہ اصطلاحات کی خراش تراش بھی جاری ہے۔ وہ اپنے ہر کام کے لیے انتہائی حسین اور دلکش عنوانات تراشتے ہیں۔ ان عنوانات کے مندرجات جتنے بھی مکروہ اور ناقابل قبول ہوں، ان کا عنوان ہمیشہ قابل قبول اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ یہ اصطلاحات وہ خوشنما پردے ہیں جن کا مقصد اپنی سفاکی، درندگی اور خونخواری کو چھپانا اور اچھے کام کی اچھائی کو بُرا بنا کر پیش کرنا ہوتا ہے۔ آج کی مغربی تہذیب نے یہی کام کیا ہے کہ ہر بدنما سے بدنما عمل کے لیے خوبصورت اصطلاحات تراش لیے ہیں اور ہر اعلیٰ سے اعلیٰ اور برتر سے برتر نیکی کے لیے بدنما اصطلاحات گھڑ لیے ہیں۔

چنانچہ مغربی ممالک میں موجود معاشرتی افراتفری، خاندان کے ادارے کی شکست و ریخت، عام بے حیائی، مرد و زن کے درمیان تعلقات میں فسادات، ان تمام خرابیوں کا نام وہاں ''مساوات'' (Correspondence) رکھا گیا ہے، جبکہ ہر وہ مسلمان جو قرآن پاک کو حقیقی مفہوم میں اللہ کا کلام سمجھتا ہے، جو قرآن کو کتاب ہدایت اور زندگی کا دستور العمل سمجھتا ہے، جو اس پر عمل کرنے کی خواہش رکھتا ہے، حتیٰ کہ ایک بے عمل مسلمان جو قرآن کریم کو کتاب الٰہی مانتا ہو، چاہے عملاً نفاذ کی کوشش کرتا ہے یا نہیں ''بنیاد پرست'' (Fundamentalist) اور ''شدت پسند'' (Extremist) کا ٹھپہ لگا کر مسلسل حملوں کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔ مغرب کی طرف سے الزام تراشی کوئی نئی بات تو نہیں، لیکن اکثر اوقات اصطلاحات سے ناواقفیت اور دین سے دوری کی بنیاد پر بعض مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے اوصاف کا اعتراف کرنے سے کتراتے اور انکار کرتے ہیں۔ (Fundamentalist) اور (Extremist) انگریزی زبان کی دو اصطلاحیں ہیں۔ ہر اُس شخص کو Fundamentalist کہا جاتا ہے جو کسی بھی چیز کے بنیادی اصول کو مانتا ہو۔ ایک کامیاب ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شعبہ سے متعلق تمام بنیادی اصول جانتا ہو تبھی ایک کامیاب ڈاکٹر بن سکتا ہے، جو ہزاروں لاکھوں لوگوں کی جان بچاتا ہے۔ ایک انجینئر کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے شعبہ سے متعلق تمام بنیادی معلومات رکھتا ہو تبھی جا کر وہ عملی زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ جب مغرب کو کسی ڈاکٹر اور انجینئر سے کوئی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ان کو معاشرے کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں تو ایک مسلمان جو اسلام کے بنیادی ارکان پر عمل پیرا ہے، جو تمام دنیا کے لیے امن کا پیامبر ہے، اُس کو کیوں کر نشانہ تنقید بنایا جا رہا ہے۔ انگریزی کی Dictionary Webster کے مطابق یہ اصطلاح بیسویں صدی کے اوائل میں اُس عیسائی گروپ کے لیے استعمال کی گئی جو ''بائبل'' کے ہر لفظ کو ''God'' کی طرف سے تصور کرتے تھے۔ امریکہ کی اکسفورڈ ڈکشنری میں اس اصطلاح کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے

Fundamentalist is a person who strictly adheres to the ancient teaching of doctrine of any religion۔

جبکہ نئے ورژن میں ''Specially Islam'' کے لفظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو ان کی اسلام دشمنی کی عکاسی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر مسلمان کو ''بنیاد پرست'' ہونے پر فخر کرنا چاہیے، بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ صرف ''بنیاد پرست'' مسلمان ہی سچا اور پکا مسلمان ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ ہر مسلمان کے لیے اسلام کے بنیادی اصول یعنی ارکان اسلام کو ماننا اور اس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ ارکان اسلام میں سے کوئی بھی رکن انسانیت کے خلاف نہیں اور اگر کسی غیر مسلم یا ہمارے کسی دانشور کو ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے الرجی ہے یا یہ اشکال ہے کہ یہ انسانیت کے منافی ہے تو یہ اُن کی بھول، ناسمجھی، کم علمی اور غلط فہمی ہے۔ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے احکامات اور اس کی حکمتیں، میدان جنگ کے اصول و قواعد کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس اشکال کا تدارک ممکن ہے۔

دوسری اصطلاح Extremist ہے یعنی ''انتہا پسندی'' جسے پہلی بار تقریباً 1840 عیسوی میں استعمال کیا گیا۔

''Webster Dictionary'' کے مطابق اس کا مطلب کچھ یوں ہے:

"The holding of extreme political or religious views"

جبکہ امریکہ کی اکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے:

"A Person who holds extreme political or religious views"

انتہا پسندی کی اصطلاح اپنی ذات میں کوئی بُری چیز نہیں ہے اسے بدنما بنا کر ''اسلام'' پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ اسلام امن و آشتی، عدل وانصاف، دیانت داری و مہربانی کے حوالے سے ''انتہا پسندی'' کی تعلیم دیتا ہے اسی لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ امن کو ''انتہائی حد تک'' پسند کرنے والا ہو، عدل و انصاف کو ''انتہائی حد تک'' حمایت کرنے والا ہو'' انتہائی حد تک'' مہربان ہو'' انتہائی حد تک'' دیانت دار ہو، ''انتہائی حد تک'' فرمانبردار ہو، فرض شناسی ''انتہائی حد تک'' نبھاتا ہو، ''انتہائی حد تک'' وومن رائٹس کا خیال رکھتا ہو، ''انتہائی حد تک'' ہیومن رائٹس کا علمبردار ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے اگر ہمیں ''شدت پسند'' اور ''انتہا پسند'' کہا جائے تو ہمیں انکار کرنے یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ یہی قرآن کی تعلیم ہے: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً'' ''اے ایمان والو پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ''، یعنی انتہائی حد تک اسلامی تعلیمات اور احکامات کی تابعداری کرو، یہی اسلام کا بھی تقاضا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی بھی مطلوب ہے۔

قرآن کی تعظیم

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب کسی بڑے کا خط ہمارے پاس آتا ہے تو ہم جذبۂ احسان کے ساتھ اسے وصول کرتے ہیں، ادب کے ساتھ کھولتے ہیں، ادب کے ساتھ پڑھتے ہیں، اس کے معنی میں غور وفکر کرتے ہیں اور پھر اپنی طاقت کے مطابق اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر ہم اپنے جیسے انسانوں کے مکتوب کی قدر کر سکتے ہیں تو قرآن تو رب العالمین کا مکتوب ہے اور یہ وہ عظمت والا مکتوب ہے کہ اللہ کہتا ہے اگر میں اسے پہاڑ پر نازل کر دیتا تو وہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

یہ وہ عظمت والا کلام ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوتا تو سخت سردی میں بھی آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو جاتے تھے۔

قرآن اس اللہ کا کلام ہے جو سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ جو زمین وآسمان کا خالق ہے۔ جو عزت وذلت کا مالک ہے۔ جو قدرت وطاقت والا ہے۔ جو عظمت وجلال والا ہے، جو جاہ وجمال والا ہے، جو صفات وکمال والا ہے جو عطا اور منال والا ہے۔

یہ قرآن اس کا کلام ہے اور اس کی صفت بھی ہے اور ہمارے جیسے ناقص اور گنہگار اس کی صفات کی گہرائی تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابو جہل کے بیٹے تھے جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا سب سے بڑا دشمن تھا لیکن جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو یہ حال ہو گیا کہ جب قرآن مجید کھولتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی اور فرماتے کلام ربی، کتاب ربی، یہ میرے رب کا کلام ہے۔ یہ میرے رب کی کتاب ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پر غشی کیوں طاری ہوتی تھی؟

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ کی قسم اگر اللہ توفیق نہ دے تو ہم اس قابل کہاں کہ اس کی مقدس کتاب کو ہاتھ بھی لگا سکیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ قرآن کو ہاتھ میں لیتے تو چومتے تھے اور فرماتے تھے:

"عھد ربی ومنشور ربی عزوجل"

یہ میرے رب کا عہد ہے یہ میرے رب کا منشور ہے یہ میرے رب کے قوانین کا مجموعہ ہے۔

آپ بھی جب قرآن کریم کی تلاوت کرو تو اسے آنکھوں سے لگاؤ۔

سر پر رکھو، سینے سے چمٹا اور چومتے ہوئے کہا کرو:

"عھد ربی ومنشور ربی عزوجل"

حضرت فضیل بن عیاضؒ کے شب وروز ڈاکہ زنی میں گزرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی تو ایسی زندگی بدلی کہ ساری مجلس چھوڑ کر گھر میں خلوت گزیں ہو گئے، کسی سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے، کوئی گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگتا تو اجازت نہ دیتے لیکن لوگوں کو معلوم تھا کہ ان کا دل قرآن اور قرآن والوں کی عظمت سے لبریز ہے۔ اس لیے بعض لوگوں نے ان سے ملاقات کے لیے یہ حیلہ اختیار کیا کہ ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت کرتے، جب حضرت فضیل بن عیاضؒ کے کانوں میں قرآن کے الفاظ پڑتے تو وہ بے تاب ہو کر باہر آ جاتے۔

اس واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو قرآن والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اللہ کے بندو! ان اوراق کی تعظیم کرو جن میں قرآن کے الفاظ لکھتے ہیں، اس کپڑے کی تعظیم کرو جسے قرآن کا غلاف بننے کا شرف حاصل ہوا ہے، اس تپائی کی تعظیم کرو جس پر قرآن رکھ کر پڑھا جاتا ہے، اس مدرسہ کی تعظیم کرو جس میں قرآن پڑھایا جاتا ہے، اس انسان کی تعظیم کرو جس کے سینے میں قرآن کریم محفوظ ہے، اس استاد کی تعظیم کرو جو دن رات قرآن کی تعلیم وتدریس میں لگا ہوا ہے۔

اللہ کے بندو! تم قرآن کو اور قرآن والوں کو دنیا میں عزت دو گے تو قرآن نازل کرنے والا اللہ آخرت میں تمہیں عزت دے گا۔

قرآن کی تعظیم ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ جس کے دل میں قرآن کی تعظیم نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں ہے۔

قرآن کو دیکھو تو تعظیم کے ساتھ دیکھو۔

قرآن کو ہاتھ میں لو تو بھی تعظیم کو ملحوظ خاطر رکھو۔

قرآن کی تلاوت کرو تو بھی تعظیم کے ساتھ تلاوت کرو۔ البتہ احکاماتِ قرآنی پر دل وجان سے عمل کرنے والا تعظیم کے حوالے سے بلند ترین مقام پر ہے۔

تلاوت کرتے وقت یہ احساس ہو کہ یہ بادشاہوں کے بادشاہ کا کلام ہے۔

تلاوت کرتے وقت خیالات اِدھر اُدھر نہ جائیں صرف اللہ اور کلام اللہ کی طرف متوجہ رہیں۔

ایک بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو اس وقت دل میں دوسرے خیالات بھی آتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا اللہ کے بندو! کیا دنیا میں اللہ کے کلام سے زیادہ محبوب چیز بھی کوئی ہے؟

جب کلام اللہ سے زیادہ محبوب چیز ہی کوئی نہیں تو قرآن کو چھوڑ کر اس کی طرف خیال کیوں جائے۔

سبحان اللہ! کیسے لوگ تھے کہ اللہ کا کلام پڑھنے میں ایسا محو ہو جاتے تھے کہ دنیا ومافیھا کی کچھ خبر نہیں رہتی تھی۔

یہ کیفیت ہمارے اندر بھی پیدا ہو سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہمارے دل میں اللہ کی بھی عظمت ہو اور اللہ کے کلام کی بھی عظمت ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے دلوں کو اپنی اور اپنے کلام کی عظمت سے بھر دے۔ (آمین)

A Cathedral and a Mosque Engulfed in Fire; One Ravages the Past, the Other Threatens the Future

The world reacted with shock to the fire that engulfed the Notre Dame Cathedral. A symbol of Paris, this 13th Century architectural marvel is home to Christian religious historical relics and artwork; made even more famous throughout the world by Victor Hugo's famous novel, The Hunchback of Notre-Dame.

World leaders were quick to react to the tragedy of this fire. News headlines around the world brought this disastrous incident to every living room around the globe and nations commiserated with the French. The inaudible sigh of relief was palpable when the structure was saved and with it, the history that laid within the walls. The past was not lost.

But another fire may well stop the future. Concurrent with the fire that ravaged Notre Dame, another historical place of worship, the al Aqsa mosque in Jerusalem fell victim to a fire of an "unknown origin". The Mosque which was completed in 705 CE, is the third holiest site in Islam. But its fate is not shared by Muslims alone – the Zionist state of Israel is making sure that it touches us all.

The world can be forgiven for their ignorance of this tragedy – and the importance of al Aqsa. The media simply dismissed it, as it does with all things that must be kept from the general public. This is not the first fire that was left unmentioned by mainstream media (MSM). A previous fire set to the Mosque by an extremist Australian Christian in 1969 failed to capture headlines. Indeed, the threats to al Aqsa Mosque have accelerated over the years to a point of no return. Given that the fate of this Mosque holds the fate of us all, how can the media be forgiven for their deafening silence?

In 2006, the Israeli government began work on an exact replica of the Hurva synagogue on its original site. The rebuilding of the Hurva is designed to usher in the rebuilding of the Third Temple. Rabbis were tailored for the special kind of garments they would be wearing in a "rebuilt temple" – the 'end of time'. But the Mosque still stands in the way of building the Third Temple – for now.

It took four years to complete the work on Hurva. When presidential candidate, Barack Obama promised AIPAC an undivided Jerusalem in 2008, the building of the Hurva synagogue was well on the way – which signaled continued future attacks on the al-Aqsa Mosque to make way for construction of the Third Temple.

In 2009, Israeli news headlines reassured Israelis that "Netanyahu would build the Third Temple". Soon after, in 2010, JTA reported that "Our Land of Israel" party had put posters on 200 city buses in Jerusalem showing an artist's rendition of the Third Temple on the al-Aqsa Mosque site with the slogan, "May the Temple be built in our lifetime."

Donald Trump deliverance on Obama's promise has made these fanatics more hopeful. How could they not be with Senator Broxon telling a cheering crowd,

> "Now, I don't know about you, but when I heard about Jerusalem — where the King of Kings where our soon coming King is coming back to Jerusalem, it is because President Trump declared Jerusalem to be capital of Israel".

And how do we ignore Benjamin Netanyahu taking ownership of Jerusalem stating that the Bible, the holy book for Jews and Christians, had justified it. Should we then be surprised that rabbis sent a letter of gratitude to Trump, praising him for "fulfilling prophecies"?

In March 2019, as Israeli elections were approaching, it was reported that "The Israeli Third Temple" party had gained traction. And while the mainstream media can ignore the latest fire that broke out at the al-Aqsa Mosque on April 15, can we afford to ignore the blazing headlines of the same day: "END OF THE WORLD: Jerusalem third temple 'fulfills Biblical prophecy' of the end times" and other Israeli news ushering in the building of the Third Temple and the 'end of times'?

Some may take comfort in the fact that this is all sheer madness, but one cannot ignore the insanity of which we were warned of by Warner D. Farr, LTC, U.S. Army who in 1999 reported his findings in the "Counterproliferation papers, Future Warfare Series No. 2, USAF Counterproliferation Center". This fascinating report, among other things, sounded the alarm over the probability of Gush Emunim, a right-wing Jewish religious organization, or others, hijacking a nuclear device to "liberate" the Temple Mount for the building of the third temple.

This is powerful insanity with insane powers enabling it. It appears as if the world is being "readied" to embrace this madness and accept this ominous fate!

Source: ***Adapted from an article written by Soraya Sepahpour-Ulrich for Gulf News***

Editor's Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

رمضان المبارک کا خصوصی تحفہ

مُنتخباتِ
بیانُ القرآن
از
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قرآنی مضامین کے گلہائے رنگا رنگ
پر مشتمل ایک خوبصورت گل دستہ

• امپورٹڈ آفسٹ پیپر • معیاری طباعت • مضبوط جلد
• صفحات: 437 • قیمت: 800 روپے

یہ کتاب رمضان المبارک میں خصوصی رعایتی قیمت پر دستیاب ہوگی

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-(042)35869501
Email:maktaba@tanzeem.org

اِنّا للهِ وَاِنّا اِلَيهِ رَاجِعُون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ شمالی کے رفیق محترم حافظ محمد عثمان کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0342-1684321

☆ حلقہ گوجرانوالہ، نارووال کے رفیق محترم حاجی محمد صفدر کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0334-8248847

☆ حلقہ ملاکنڈ، داروڑہ کے ملتزم رفیق شاہ سید کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0310-9416757

☆ حلقہ گوجرانوالہ، قلعہ کالر والا کے رفیق محترم محمد سبطین کے والد اور بھتیجا وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0342-4358418

☆ سرگودھا غربی کے مبتدی رفیق کاشف سہیل کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0301-3060117

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم دعوت محترم ظفر علی خان کے سسر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0320-8855186

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم پشاور شہر کے ناظم دعوت محترم وارث خان کے ہم زلف وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0331-3300995

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.20

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore